امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور صاحب
- دیدہ وران بہار (تبصرہ کتاب)
- حضرت امام حسن بصریؒ
- دہلی نے ملک کو نئی راہ دکھائی
- تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ بھی ضروری
- بچوں کو سدھارنے کے لیے......
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۲۲؍جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷؍فروری ۲۰۲۰ء روز سوموار

بین السطور

صلاحیتوں کی پہچان

ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اس کے تلووں میں بال اگ آئے ہیں، اور وہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہے، خواب کی تعبیر بیان کرنے والے کے پاس پہونچا، اپنی بات رکھی، مُعبّر نے کہا کہ تم اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہیں کرتے، کہنے لگا میں تو گٹی بھی توڑ دیتا ہوں، پہاڑوں کو کاٹ کر راستہ بناتا ہوں، پھر کس طرح میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال نہیں کرتا، تعبیر بیان کرنے والے نے کہا کہ تم اس کام کے لیے نہیں بنائے گیے ہو، تمہارے اندر کچھ پوشیدہ صلاحتیں ہیں، جن سے تم بڑا کام لے سکتے ہو، انہیں اپنے اندر تلاشو، تم زیادہ اچھا کام کر سکو گے، تم نے خواب دیکھا ہے کہ تمہارے تلوے میں بال اُگ آئے ہیں، ظاہر ہے اگر تم پاؤں کے تلوے کا استعمال چلنے کے لیے کرتے تو بال اس میں نہیں اُگتے، اسی طرح تم آسمان کی طرف مائل پرواز ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صلاحیتیں تمہیں نہیں دی گئی ہیں، تم نے اس کا استعمال شروع کر دیا ہے، اس لیے تم محنت تو کر رہے ہو، لیکن غلط رخ پر کر رہے ہو، تم آسمان کی طرف پرواز کا خواب مت دیکھو اور زمین پر انسانوں کی طرح چلنا سیکھو۔

یہ ایک شخص کا واقعہ نہیں ہر فرد کا ہے، بیش تر لوگ اپنی صلاحیت ہی نہیں دوسروں کی صلاحیت کا بھی غلط اندازہ لگاتے ہیں، اپنی صلاحیت کے غلط اندازہ کی وجہ سے کام کا میدان جو منتخب کرتا ہے، اس میں ناکامی ہاتھ آتی ہے اور دوسرے کی صلاحیت اور کاموں کا غلط اندازہ لگانے کی وجہ سے دوسرا اسے ناکارہ لگتا ہے، کیوں کہ وہ دوسرے کے بارے میں غلط سوچ رکھتا ہے، شارک سمندر میں شکار کرتی ہے اور شیر جنگل میں، اب شارک کو جنگل کے شکار میں لگا دیا جائے اور شیر کو سمندر میں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ شکار نہیں کر سکیں گے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ دونوں ناکارہ ہیں اور ان کی صلاحیتیں کمزور ہیں یا بالکل نہیں ہیں، ایسا سوچنا حقیقت کے برخلاف ہوگا، دونوں اپنے اپنے میدان میں اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں، اور ان کو ناکارہ قرار دینا انصاف کے خلاف ہے، جو لوگ اپنے اندر مخفی صلاحیتوں کا ادراک کر لیتے ہیں وہ کام کے صحیح میدان کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو دوسروں کی مخفی صلاحیت کا ادراک کر لیتا ہے وہ اس پر محنت کر کے اسے کام کا آدمی بنا دیتا ہے، اسی کو مردم سازی کا فن کہتے ہیں، رجال کار کی تیاری کے لیے یہ بہت ضروری ہے، ورنہ بڑے گذرتے رہیں گے اور میدان خالی ہوتا رہے گا، جن میدانوں میں آج خلا محسوس ہو رہا ہے، اور ہمیں شکوہ ہے کہ کام کے لوگ نہیں ملتے، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ سکنڈ لائن تیار نہیں ہو سکی، پہلے صف کے لوگ جاتے رہے اور دوسری صف تیار نہیں تھی، اس لیے میدان خالی ہو گیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر آدمی اپنے طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچانے کہ وہ کیا کر سکتا ہے، دوسروں کی صلاحیت پر انگشت نمائی کے بجائے اپنی صلاحیت سے کام لے، دوسروں پر انگشت نمائی کبھی تو حسد کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی احساس کم تری کی وجہ سے، دونوں صلاحیتوں کے نکھارنے میں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہیں، حسد کی آگ کا نقصان دوسرے کو بعد میں ہوتا ہے، پہلا نقصان حسد کرنے والے کو ہوتا ہے کہ وہ آگ کی طرح سلگتا رہتا ہے اور سلگتے سلگتے خود کو خاکستر کر لیتا ہے، احساس کمتری بھی ایک نفسیاتی مرض ہے، اس مرض کا شکار کسی بڑے کام کے لیے خود کو تیار نہیں کر پاتا، اسے ہر وقت یہ خیال ستاتا رہتا ہے کہ میں تو کچھ کر ہی نہیں سکتا، ایسے لوگوں کے لیے ان لوگوں کی رفاقت بہت مفید ہوتی ہے جو ان کے حوصلے کو بڑھاتا رہے، اور اس کے ذہن و دماغ میں یہ بات بیٹھا دے کہ تم سب کچھ کر سکتے ہو، اس حوصلہ افزائی سے کچھ ہی دنوں میں احساس کمتری سے آدمی چھٹکارا پا لیتا ہے، اور اس کے اندر کی خوابیدہ صلاحتیں بیدار ہو جاتی ہیں، اس لیے کبھی بھی دوسرے کو دیکھ کر دوسرے کے کام سے اپنا موازنہ نہیں کرنا چاہیے، آپ کے اندر خود ایک دنیا آباد ہے اس دنیا کی دریافت کرتے ہی آپ کو آگے بڑھنے کا راستہ مل جائے گا، (بقیہ صفحہ نمبر ۱۰؍ پر)

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

کوئی حقیر نہیں

گھر، خاندان، ادارے، ملک اجتماعی طور پر سب کے کام کرنے سے چلتے، بڑھتے، پھلتے پھولتے ہیں، اس کے لیے آج کل ''ٹیم ورک'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، سارا نظام اسی وقت ٹھیک ٹھاک کام کرے گا جب سارے متعلقہ افراد اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے مستعد اور سرگرم ہوں گے، اس کا مطلب ہے کہ کام کی تقسیم کے اعتبار سے عہدے اور ذمہ داریاں بڑی چھوٹی ہو سکتی ہیں، لیکن حقیقتاً سماج اور ادارے کو اس چھوٹے آدمی کی بھی ضرورت اسی قدر ہے جتنی کسی بڑے کی، اس کی تازہ اور بہت عمدہ مثال پٹنہ میں صفائی مزدوروں کی ہڑتال ہے، پٹنہ نگر نگم کے تحت شہری صفائی کا کام آتا ہے، اور یہ صفائی کرم چاری اپنی ذمہ داریوں کے اعتبار سے کلاس فور گریڈ میں آتے ہیں اور کام صفائی کا کرتے ہیں، اس لیے سماج میں انہیں وہ مقام نہیں ملتا جو بحیثیت انسان انہیں ملنا چاہیے، ان کرم چاریوں نے اپنے بعض مطالبات کو لے کر پٹنہ میں ہڑتال کر دیا، سرکار جھکنے کو تیار نہیں تھی، چھ دن تک تعطل برقرار رہا، اور کچرہ پٹنہ کی سڑکوں گلیوں اور مختلف جگہوں پر جمع ہوتا رہا، چھ دن میں پورے شہر میں اڑتالیس ہزار کوئنٹل کچڑا جمع ہو گیا، راستہ چلنا دشوار ہو گیا، گندے نالیوں میں ابال آیا اور پانی سڑکوں پر بہنا شروع ہوا، جہاں تعلیمی ادارے چل رہے تھے وہاں تعلیم وتدریس میں رکاوٹیں کھڑی ہو گئیں، ایک کلاس روم کی تصویر بھی اخبار میں چھپی تھی، جس میں استاذ اور کلاس کے تمام طلبہ ماسک لگا کر پڑھنے پڑھانے کا کام کر رہے تھے، راہ گیروں کو ابکائیاں آنے لگیں، پورے شہر میں زندگی دشوار ہو گئی اور ہر طبقہ کے لوگ اس سے متاثر ہوئے، اسپتال والوں نے بیماری کے پھیلنے کا اندیشہ نہیں، یقین ظاہر کرنا شروع کیا، تو حکومت کے کان پر جوں رینگی، وہ جس کو حقیر سمجھ کر گفت وشنید کی میز پر نہیں آرہے تھے، چھ دن میں حالت نے ایسی کروٹ لی کہ نہ صرف وہ مذاکرہ کی میز پر آئے بلکہ ان کی مانگوں کو ماننے پر مجبور ہو گیے، اس طرح سرکار کو بیک فٹ پر جانا پڑا اور ۲۸؍جنوری ۲۰۲۰ء سے پہلے کی صورت حال بحال کرنی پڑی، سرکار نے اس سے پہلے یومیہ پر کام کرنے والے صفائی مزدوروں کو ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا، صفائی مزدوروں نے حکومت پر واضح کر دیا کہ ہم بھی اس ملک اور نگر نگم کی ضرورت ہیں اور یہ کہ ہم کسی سے کم نہیں ہیں، سرکار نے جن معاملوں پر ان سے سمجھوتہ کیا، اس کے مطابق، تینتالیس سو (۴۳۰۰) یومیہ مزدوروں کو ہٹایا نہیں جائے گا اور انہیں مستقل کرنے کی کارروائی پہلے سے جاری اصولوں کی بنیاد پر کیا جائے گا، باہر کے جو بائیس سو مزدور کام میں لگے ہیں ان کو مزدور قانون کے تحت تمام سہولتیں مہیا کرائی جائیں گی، ہڑتال کے دوران جن مزدوروں پر قانونی کارروائی کی گئی ہے اس کو سرکار واپس لے گی اور ہڑتال کے ایام کی تنخواہ ہیں نہیں کٹیں گی، تبادلہ کی کارروائی انتقامی نہیں، ضابطہ کے مطابق ہوگی۔

سرکار کے ان مطالبات مان لینے کے بعد ماحول خوش گوار ہوا اور رات سے ہی صفائی کرم چاری اپنے کام میں لگ گیے، لیکن اڑتالیس ہزار کوئنٹل کچڑے کو صاف کرنا آسان نہیں ہے، پھر بلوچنگ پاؤڈر کا چھڑکاؤ بھی کرنا، جن لوگوں نے کچڑا کی صفائی کے لیے ان کو جلانے کا کام کیا، اس نے فضائی آلودگی میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے، اس کی وجہ سے پٹنہ کا فضائی آلودگی کا اعشاریہ (A0I) ایرکوالٹی انڈکس دو سو گیارہ پر آگیا، کیوں کہ کچڑے میں پلاسٹک اور تھرموکول پر مشتمل اشیاء زیادہ تھیں، اس سے زہریلی گیس نکلتی ہے، جو کینسر اور سانس سے متعلق بیماریوں کا بڑا سبب ہے۔ پٹنہ کے شہریوں کو اس سطح تک پہونچا دینے کے بعد ہمارے شہری ترقیات و رہائش وزیر سریش شرما نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ مزدور ہمارے خاندان کا حصہ ہیں، محکمہ آنے والے دنوں میں آپسی تال میل اور گفت وشنید کے ذریعہ صفائی مزدوروں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے محسوس کیا کہ حکومت کی ساری مشنری کی موجودگی کے باوجود صرف صفائی کرنے والوں کے عدم تعاون نے پورے شہر کے لیے کتنا بڑا مسئلہ کھڑا کر دیا، اس لیے کسی بھی مرحلہ میں کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے بقول علامہ اقبال کوئی حقیر نہیں قدرت کے کارخانے میں۔

آخرت

''دنیا دار العمل اور آخرت دار الحساب ہے، دنیا میں جو عمل کیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا حساب لیا جائے گا، دنیا میں عمل ہے، حساب نہیں اور آخرت میں حساب ہے، عمل نہیں، عمومی احوال یہی ہیں، البتہ کبھی کبھی دنیا میں بھی اعمال کی جزا ملنے لگتی ہے، ہم جس دنیا میں رہتے ہیں اس میں یہ ممکن نہیں کہ زندگی کی مشکلات ختم ہو جائیں، ذہنی تکلیف، جذباتی اذیتیں، نامکمل خواہشیں جو زندگی میں آئی رہتی ہیں، ان سب کو آپ زندگی سے نکال نہیں سکتے، لیکن آخرت کا تصور اور اللہ پر ایمان آپ کے اعمال کو بیلینس ضرور کر سکتا ہے۔''

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''ملک میں جنگل راج سے بھی بُرا حال ہے، غیر اعلانیہ ایمرجنسی یہاں نافذ ہے، پولیس کا اتنا ظلم تو ایمرجنسی میں بھی نہیں ہوا تھا، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ نے پُرامن مظاہرین سے انتقام لینے کی بات کہی، جب کہ مغربی بنگال کے بی جے پی انچارج نے احتجاج کرنے والوں کو کتے کی طرح مارنے کی بات کہی، جو لوگ آئین کی کاپیاں اور ترنگا لے کر مظاہرہ کر رہے تھے انہیں غدار بتایا گیا، اب ملک کے لیے، سماج کے لیے، آپ کے لیے، ہم سب کے لیے بُرے دن آگیے ہیں، یہ انوکھا آندولن ہے، یہ خود سے پیدا ہوا ہے، اس آندولن کو ہم نے پیدا نہیں کیا ہے، لیکن یہ ایک دن کی لڑائی نہیں ہے، بلکہ آر پار کی لڑائی ہے۔''

(راشٹریہ سہارا اردو ۱۶؍جنوری ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بدگوئی سے بچیئے

جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی وبدکاری پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔ (سورہ نور آیت ۱۹)

مطلب:۔ بے حیائی اور بدکاری تہذیب وشائستگی کے قطعی خلاف ہے، اس سے جہاں بدگو وبدزبان کی توہین ہوتی ہے، وہیں دوسروں کی توہین وتحقیر ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ معاملہ گالی گلوج کی حد تک جا پہونچتا ہے، اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا ایاکم والتفحش بدگوئی اور فحش کلامی سے بچو، جو شخص لوگوں کے عیوب کو تلاش کرے گا، چاہے اصلاح کے جذبہ سے کیوں نہ ہو اس کے دل کو کبھی شفا نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ ہی پریشان رہے گا، بعض لوگوں کا ہاضمہ ایسا خراب ہوتا ہے کہ کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو وہ جب تک اظہار نہیں کر دے گا اطمینان نہیں ہوتا، کسی کے عیب کو کسی دوسرے کے سامنے بیان کرنا کم ظرفی کی علامت ہے، اگر آپ نے اس پر پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ آپ کے عیوب پر پردہ فرمائیں گے، ہاں اگر خیر خواہی کے جذبے سے اسکو تنہائی میں سمجھائیں اور اس سے احتراز کی تلقین کریں تو ممکن ہے کہ اس کے اندر اصلاح حال کا جذبہ ابھرے، مگر جب اس کے عیوب کو دوستوں کی مجلسوں اور محفلوں میں ظاہر کریں گے تو اس کے اندر انتقام کا جذبہ پیدا ہوگا اور عزت نفس پر ضرب پڑنے کی وجہ سے ڈھیٹ تک ہو جائے گا، اب جو کام پردہ میں کیا کرتا تھا علی الاعلان کرے گا، انہیں حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان طنز وتشنیع اور لعن وطعن نہیں کرتا، بدزبانی اور فحش کلامی نہیں کرتا، ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو جاؤ تو بڑی آفت میں پھنس جاؤ گے، ان پانچ میں ایک یہ کہ فحش وبدکاری جس قوم میں کھلم کھلا ہو جائے تو ان میں نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی، جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوگی، کیا اس وقت انسانیت ان حالات سے نہیں گذر رہی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی اور بھلائی کی فکر کرنی چاہئے، شر اور نقصان سے بچنا چاہئے، اگر ہم کسی کو کچھ دے نہیں سکتے ہیں، کسی کا کچھ بھلا نہیں کر سکتے ہیں، کسی کے کام نہیں آسکتے ہیں تو کم سے کم یہی کر لیں کہ اپنے شر اور برائی سے لوگوں کو بچائے رکھیں اور کسی کو کوئی نقصان اور تکلیف نہ پہونچائیں، طبرانی کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جماعت ان لوگوں کی جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہیں اور ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو، اس لئے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا، اللہ اس کے عیوب کو تلاش کرے گا اور جس شخص کے عیب کو اللہ تعالیٰ تلاش کریں گے اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دیں گے، اس لئے جو شخص صحیح اسلامی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اس کو اس طرح کی غیر اسلامی حرکتوں سے باز رہنا چاہئے اور دل وزبان کو قابو میں رکھنا چاہئے، بے حیائی وبدگوئی اور فحش باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ جو مال لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری شریف)

وضاحت:۔ نماز کے بعد سب سے بڑا فریضہ رزق حلال کے لئے محنت ومزدوری کرنا ہے، اگر کوئی رزق حلال کے لئے تگ ودو کرتا ہے تاکہ وہ عزت وآبرو کے ساتھ گذر بسر کرے اور اپنی بیوی، بچوں کی پرورش کر سکے تو یہ بھی عبادت ہے، اور اس کو اس پر اللہ کی طرف سے اجر ملے گا، لیکن جو لوگ ناجائز طریقوں سے مال کماتے ہیں، رشوت لیتے ہیں، دھوکہ دھری کرتے ہیں، ہیرا پھیری میں لگے رہتے ہیں تو اس سے حاصل کیا ہوا مال اس کے لئے وبال جان بنے گا، حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو اور روزی کی تلاش میں غلط طریقے مت اختیار کرو، اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اس کے حصے کی روزی اسے نہ مل جائے، ہاں اس کے ملنے میں دیر ہو سکتی ہے، اس لئے رزق حلال حاصل کرو اور حرام کے قریب نہ جاؤ، وہ لوگ جو لالچ کے طور پر کرتے ہیں یہ ان کے لئے محرومی اور بدنصیبی ہے، بہت سے لوگ دفتروں اور کارخانوں میں ملازمت کرتے ہیں اگر وہ وقت کی پابندی کے ساتھ ڈیوٹی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کام کو خیر خواہی اور اخلاص کے جذبہ کے ساتھ انجام دیتے ہیں تو وہ بھی اللہ کے یہاں جوابدہ ہوں گے، بہت سے وکلاء مقدمے کو خواہ مخواہ سنگین بنا کر بڑی فیس لیتے ہیں، معاوضہ کی یہ رقم بھی ان کے لئے کھلی بے ایمانی ہے، کیونکہ گناہ اور غلطیاں دو طرح کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو جان بوجھ کر کی جائیں اور دوسرے وہ جو انجانے یا لغزش کے طور پر ہو جائیں، بھول چوک والی غلطیاں معافی تلافی کے بعد دھل جائیں گی، لیکن جان بوجھ کر گناہ کرنا یہ سرکشی ہے، وہ گنہگار ہی نہیں اللہ کے سامنے گستاخ بھی ہے اور وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جس زمانہ کی پیش گوئی کی ہے کہیں یہ بات اسی زمانے سے متعلق تو نہیں ہے، آج کل کے تاجروں اور صنعت کاروں کا جو رجحان ہے وہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ پیش گوئی بڑی سچی ہے، اس لئے ہر مومن بندہ کو اس کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ وہ جو کچھ کما رہا ہے یا اس کی جو آمدنی ہو رہی ہے وہ جائز طریقوں سے ہو رہی ہے یا اس میں کچھ کھوٹ ہے، اگر منہ میں حرام لقمے گئے تو چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوگی، اگر حرام کے ایک لقمے کا اثر چالیس دن تک باقی رہتا ہے تو اللہ کے بندوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو لوگ دن رات حرام کھاتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، ہمارے بزرگان دین مشتبہ مالوں کے استعمال سے بھی پرہیز کرتے تھے، ہم کو بھی حرام مال سے نہ صرف نفرت ہونی چاہئے بلکہ مشتبہ اشیاء خوردنی سے بھی گریز کرنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کیا بذریعہ انجکشن خون نکالنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

خون ٹیسٹ میں دینے کے لیے سرینج سے خون نکالا جاتا ہے، کیا اس سے وضوٹوٹ جائے گا، کبھی نس میں انجکشن دینا ہوتا ہے، انجکشن لگانے کے وقت نس سے خون سرینج میں آجاتا ہے، پھر اس کو نس میں واپس ڈال دیا جاتا ہے، کیا اس سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

اگر جسم سے خون اتنی مقدار میں نکلے جو بہہ کر ایسی جگہ جا سکتا ہو، جس کا دھونا وضو یا غسل میں ضروری ہو تو یہ ناقص وضو ہے، خواہ خون خود سے بہے یا بذریعہ انجکشن نکالا جائے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں بذریعہ انجکشن اگر خون اتنی مقدار میں نکالا گیا ہے کہ جس جگہ سے نکالا گیا ہے، اگر اس کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی جگہ سے بہہ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر خون معمولی ہے، جیسا کہ نس وغیرہ کے ٹیسٹ کے لیے انجکشن لگاتے ہی تھوڑا سا خون سرینج میں آجاتا ہے، تو ایسی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا، اس کی نظیر فقہ کی کتابوں میں موجود ہے کہ اگر بڑی جونک نے خون چوسا اور چوس کر خون سے بھر گئی تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ ایسی صورت میں وہ دم دم سائل ہوتا ہے، اور اگر جونک نے اتنی مقدار میں خون نہیں چوسا ہے، تو دم سائل نہ ہونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

”(وینقضہ خروج) کل خارج (نجس)......(منہ) ای من المتوضی...... (الی ما یطھر)...... ای یلحقہ حکم التطھیر“(در مختار ۱/ ۲۶۱)

”و کذا ینقضہ علقة مصت عضوا وامتلأت من الدم و مثلھا القراد ان کان کبیراً لانہ حینئذٍ یخرج منہ دم مسفوح سائل و الا تکن العلقة و القراد کذالك لا ینقض کبعوض و ذباب...... لعدم الدم المسفوح (در مختار علی صدر رد المحتار ۱/ ۲۶۸)

پرندہ کی بیٹ کا حکم:

میں مسجد جا رہا تھا راستہ میں کسی پرندہ نے بیٹ کر دیا، اسی حالت میں نماز پڑھ لی، نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

جس پرندہ کا گوشت کھایا جاتا ہے، مثلاً کبوتر، گوریا وغیرہ، اس کی بیٹ (پاخانہ) پاک ہے، اور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے، جیسے چیل، شکرہ وغیرہ، اس کی بیٹ ناپاک ہے اور نجاست خفیفہ ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں کسی ایسے پرندے نے بیٹ کیا ہے، جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، تب تو وہ پاک ہے، اور اس میں نماز بلا شبہ صحیح ودرست ہوئی اور اگر کسی ایسے پرندے نے بیٹ کی ہے، جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے اور وہ کپڑے کی ایک چوتھائی سے کم ہے، تب بھی نماز شرعاً صحیح ودرست ہوئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

”و اما ما یزرق فی الھواء فما یوکل کالحمام و العصفور فخرؤہ طاھر و ما لایوکل کا الصقر و الحداة...... وخرؤہ نجس مخفف “(طحطاوی:۸۳)

”(و عفی دون ربع) جمیع بدن و (ثوب) و لو کبیرا ھو المختار......من نجاسة مخففة کبول ما کول ...... وخرء طیر من السباع أو غیرھا (غیر ماکول)“(در مختار علی رد المحتار:۱/ ۵۲۶_۵۲۷)

غسالہ میت کا حکم:

میت کو نہلاتے وقت عام طور سے اس کا چھینٹا نہلانے والے کے جسم اور کپڑے پر پڑتا ہے، جب کہ اکثر میت کے جسم پر پیشاب وپاخانہ کی کچھ نہ کچھ ناپاکی رہتی ہے، تو کیا میت کے جسم سے علاحدہ ہونے والا پانی ناپاک ہے اور اس کا چھینٹا پڑنے سے جسم یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور کیا غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

چونکہ میت کے جسم سے علاحدہ ہونے والے غسل کے پانی سے غسل دینے والے کے لیے بچنا مشکل ہے، اس لیے اگرچہ بدن پر نجاست لگی ہوئی ہو پھر بھی اگر وہ پانی بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو وہ معاف ہے، اس کی وجہ سے غسل دینے والے پر غسل ضروری نہیں ہے، البتہ غسل کر لینا بہتر ہے۔

” ویعفی عما لایمکن الاحتراز عنہ من غسالة المیت (من غسالة المیت) ای مطلقاو لو کان علی بدنہ نجاسة کما فی الفتح۔“(الطحطاوی:۸۵)

شیر خوار بچہ کی قے کا حکم:

شیر خوار بچہ اگر کپڑے پر قے کر دے تو کیا نماز پڑھنے کے لیے اس کا دھونا ضروری ہے ؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

قے خواہ بڑے کی ہو یا شیر خوار بچہ کی، اگر منہ بھر سے کم ہے، تو ناپاک نہیں ہے اور اگر منہ بھر ہے، یعنی قے آتے وقت منہ بند کر کے اس کو روکنا مشکل ہو، تو ایسی صورت میں وہ ناپاک ہے، کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہے، مقدار درہم ہو تو اس کو دھوئے بغیر نماز درست نہیں ہے۔ (البحر الرائق:۱/ ۶۷)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز:

ایک شخص نے پیشاب ٹیسٹ میں دینے کے لیے ایک شیشی میں بند کر کے پلاسٹک میں لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا، جب نماز کا وقت ہوا، تو بھولے سے جیب میں رکھے ہوئے نماز پڑھ لیا، تو ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور نے جب پیشاب کی بند شیشی کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز شرعاً صحیح ودرست نہیں ہوئی، نماز کا اعادہ لازم ہے۔”و لو صلی و معہ قارورة فیھا البول لا تجوز صلوٰتہ لانھا نجاسة فی غیر معدنھا فتعتبر“(البحر الرائق:۱/ ۶۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۲۲؍جمادیٰ الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷؍فروری ۲۰۲۰ء روز سوموار

ووٹ کی طاقت

جمہوریت میں عوام کی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے، اور عوام اپنی اس طاقت کا استعمال کبھی احتجاج، مظاہرے اور دھرنے سے کیا کرتی ہے اور کبھی ووٹ کے ذریعہ ظالم وجابر، نکمی حکومت کو دھول چٹا دیتی ہے، کبھی تخت نشیں کر دیتی ہے اور کبھی خاک نشیں، طاقت کے اس خاموش مظاہرے کی وجہ سے سیاسی جماعت کے لوگ خائف رہتے ہیں، اور انتخاب کی سگبگاہٹ ہوتے ہی انہیں بھولی بسری عوام کی یاد آتی ہے، جیت کے بعد جو کبھی حلقہ کی عوام کو خود منہ نہیں دکھاتے وہ بھی ہر وقت ہاتھ جوڑ کر نمسکار کرتے رہتے ہیں، محنت اس پر بھی خوب ہوتی ہے کہ کسی طرح جن ریاستیوں میں حکومت نہیں ہے، وہاں کی حکومت حصہ میں آجائے۔

دہلی پر بھاجپا والوں نے کئی سال حکومت کیا، پھر کانگریس کا قبضہ ہوا، کانگریس کی وزیر اعلیٰ شیلا دکچھت نے دہلی کو سجانے سنوارنے کا کام کیا، لیکن بعض بنیادی غلطیوں کی وجہ سے کانگریس وہاں اقتدار سے بے دخل ہوگئی، اور انا ہزارے کی تحریک سے عوامی مقبولیت حاصل کرنے والے کیجری وال نے تمام قدیم سیاسی پارٹیوں کی امید اور آرزوؤں پر جھاڑو پھیر دیا، جھاڑو پھیرنا محاورہ ہے لیکن عام آدمی پارٹی کا انتخابی نشان جھاڑو ہے، اس لئے جھاڑو پھیرنے کو آپ حقیقی معنوں میں بھی لے سکتے ہیں۔

کیجری وال کی پہلی حکومت بہت مختصر رہی، دوسری بار دہلی کی عوام نے انہیں رکارڈ توڑ کامیابی بخشی، کانگریس تو صفر پر آؤٹ ہوگئی اور بھاجپا کو ستر میں صرف تین سیٹوں پر اکتفا کرنا پڑا، دوسرے لفظوں میں حزب مخالف اسمبلی میں رہی ہی نہیں، عاپ نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا، حالاں کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، لفٹنٹ گورنر بھی ان کے کاموں میں تعطل پیدا کرتے رہے، دہلی پولس بھی مرکزی حکومت کے قبضے میں ہے اس لیے وہ بھی بعض موقعوں پر پریشانیاں کھڑی کرتی رہیں، دہلی کا معاملہ دوسری ریاستوں کی طرح نہیں ہے، وہاں وزیر اعلیٰ اور اسمبلیوں کے اختیارات محدود بھی ہیں اور مشروط بھی، لیکن کیجری وال نے بہت سوچ سمجھ کر کام کرنے کی راہ بنائی اور ان مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کی، جو عوامی ہیں اور جس میدان میں ان کے لیے کچھ کرنا ممکن تھا، انہوں نے تعلیم پر توجہ دی، بجلی پانی کے مسئلے کو حل کیا، ٹیکسوں میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا اور صاف ستھری حکومت دہلی کو دی، رشوت اور بدعنوانی سے پاک حکومت، حالاں کہ انتخاب کے صرف ایک دن پہلے بعض شازشوں کے تحت ان کے ایک وزیر کے سکریٹری کو رشوت لیتے پکڑا گیا، تاکہ عوام میں غلط پیغام جائے، لیکن وزیر موصوف نے پریس کانفرنس کرکے بیان دیا کہ مجرم کو سخت سے سخت سزا دینی چاہیے، ثابت ہوا کہ اس بدعنوانی سے ان کا کچھ لینا دینا نہیں ہے اور سازش ناکام ہوگئی۔

دوسری طرف انتخاب میں کانگریس نے بے دلی سے حصہ لیا، اور بھاجپا نے سی اے اے، این آرسی اور ان پی آر کے خلاف شاہین باغ کے احتجاج کو انتخابی ایشو بنا کر حسب سابق ہندو مسلم کرنا چاہا اور ہندوؤں کے ووٹ کو گول بند کرنے کے لیے مرکزی حکومت کے سارے وزراء، ایم پی بشمول وزیر اعظم اور روز یر داخلہ میدان میں کود پڑے، بدزبانی اور گالیوں کی بوچھار شاہین باغ کے حوالہ سے خوب خوب کیا، فرقہ وارانہ بنیادوں پر ووٹوں کی تقسیم اور رائے دہندگان کو مذہب کے نام پر یک جٹ کرنے کے لئے خوب خوب جملے اچھالے گیے، اس بیہودگی کے ساتھ پرچار کا مقابلہ عاپ پارٹی اور کیجری وال نے ’’کام بولتا ہے‘‘ کے نعروں سے کیا اپنی خدمات کا چرچا کیا اور صاف صاف کہا کہ اگر ہمارے کام سے مطمئن ہیں تو ووٹ دیجئے ورنہ چھوڑ دیجئے۔

عوام نے کام کو ووٹ دے کر بھاجپا کے سارے منصوبوں کو ناکام کر دیا، عوام نے ایسی جھاڑو لگائی کہ بھاجپا آٹھ سیٹ پر سمٹ گئی، ستر میں سے ۶۲؍سیٹ عاپ کو دے کر عوام نے ثابت کیا کہ ہمارا مسئلہ ہندوستان، بھارت، پاکستان نہیں، مہنگائی بے روزگاری، عورتوں کی بے عزتی، ظلم وزیادتی، بدعنوانی، لڑکھڑاتی معیشت ہے، اب ہم ہندوتوا کو نہیں دیکھیں گے کام کے نام پر ووٹ دیں گے۔

عوام کی ووٹ کی طاقت نے کانگریس اور بھاجپا دونوں کو ان کی حقیقت بتا دی ہے اور کہنا چاہیے کہ جھارکھنڈ کے بعد دہلی کے انتخابی نتائج ہندوستانی سیاست میں ایک نئی صبح کے طلوع ہونے کا اشاریہ ہیں، بہار وبنگال کی عوام نے بھی ایسے ہی جھاڑو لگایا تو بھاجپا مکت ہندوستان بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا، اور ملک جمہوری اقدار اور دستور کی حفاظت کے ساتھ ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہوگا۔

رشوت خوری

ویجی لینس نے بہار میں رشوت خور سرکاری کارندوں کے اعداد وشمار سے متعلق ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۲۰۰۶ء سے ۲۰۲۰ء تک رشوت کے ساتھ رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والوں کی تعداد نو سو پانچ (۹۰۵) ہے، جس میں خواتین کی تعداد صرف بائیس (۲۲) ہے، یہ اعداد وشمار رنگے ہاتھوں رشوت لیتے پکڑے جانے والوں کے ہیں، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ کم لوگ ہیں جو رشوت دیتے وقت مجرموں کو پکڑوانے کا انتظام کرتے ہیں، زیادہ تر لوگ عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ ’’سہولت بہم پہونچانے کی فیس‘‘ دیدو اور کام کرالو، سرکاری کارندوں کا رویہ یہ رہا ہے کہ اگر کسی نے پکڑوا دیا تو اس کا کام رک جاتا ہے اور دفتر کے لوگ انتقاما اس کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں، اس قسم کے ہمت ور لوگ سماج میں کم پائے جاتے ہیں جو مجرموں کو بے نقاب کرنے کے لیے اپنا نقصان برداشت کرنے کو تیار ہوں۔

اعداد وشمار یہ بھی بتاتے ہیں کہ رشوت خوروں میں عورتوں کی تعداد کم ہے، بہار میں سپاہی سے لے کر انسپکٹر تک تقریبا بیس ہزار عورتیں سرکاری محکموں میں ملازم ہیں، مردوں کی تعداد ایک ہزار کے مقابل اس رپورٹ میں عورتیں صرف بائیس ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ہر میدان میں آگے بڑھنا چاہتی ہیں، لیکن بے ایمانی اور رشوت خوری کے معاملہ میں مردوں سے پیچھے رہنے کو تیار ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے کہ ان کی تعداد صرف ۲ء۴ فی صد ہے، عوام میں سب سے زیادہ رشوت خور محکمہ پولیس کا مانا جاتا ہے، لیکن حیرت انگیز طور پر اس رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اسی ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل اس محکمہ سے کوئی عورت رشوت لیتے نہیں پکڑی گئی ہے، نہ تو کوئی افسر اور نہ ہی کوئی سپاہی، یہ بہت اچھی بات ہے۔

اعداد وشمار میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ رشوت لیتے پکڑی جانے والی سب سے بڑی رقم سولہ لاکھ کی ہے، اکتالیس لوگ لاکھوں میں رشوت لیتے ہوئے دبوچے گیے، اس میں صرف ایک عورت کیمور کی بی ڈی او ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے رشوت کے ساتھ پکڑی گئی، ۲۰۱۵ء سے اب تک تیس لوگ ایسے پکڑائے، جنہوں نے ایک لاکھ سے کم اور پچاس ہزار سے زیادہ رشوت لینے کا کام کیا، ایک سو بائیس ایسے لوگ بھی مجرم بنے، جنہوں نے دس ہزار یا اس سے کم رقم کا مطالبہ کیا تھا۔

سال کے اعتبار سے دیکھیں تو ۲۰۰۶ء تک تین سو براسی (۳۸۲) ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۵ء تک دو سو انچاس (۲۴۹)، ۲۰۱۶ء سے ۲۰۱۹ء تک دو سو ستر (۲۷۰) اور ۲۰۲۰ء میں اب تک صرف چار لوگ رشوت لیتے ہوئے گرفت میں آئے ہیں، پیشہ کے اعتبار سے رشوت لینے والوں میں انکم ٹیکس اور انجینئرنگ شعبہ سے جڑے لوگوں کی تعداد تیس فی صدی ہے۔

جو عورتیں پکڑی گئیں، ان میں پانچ سی ڈی پی او اور تین آنگن باڑی خدمت گار، ایک ترقی اطفال افسر اور ایک آنگن باڑی سوپر وائزر رہے، جبکہ اکتالیس بدعنوان افسروں میں سات انجینئر، تین بی ڈی او، دو سی او، دو تھانیدار، چار ڈی ایم اور اس ڈی ام سطح کے افسر ہیں، ۲۰۱۱ء سے اب تک پانچ سو لوگ جو گرفت میں آئے اس میں زمین اور انکم ٹیکس سے متعلق افسر اور کرمچاری کی تعداد پچاسی (۸۵) ہے۔

ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں، لیکن رپورٹ میں رشوت لینے والے سولہ لاکھ سے چار لاکھ کے درمیان والے مجرموں میں کسی مسلمان کا نام نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ اتنی بڑی رشوت کے لیے جتنے بڑے عہدے کی ضرورت ہے، اس میں مسلمان ہوں ہی نہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس سے اجتناب کیا ہو۔

رشوت کے سلسلے میں اسلام کی تعلیم واضح ہے کہ رشوت دینا لینا دونوں حرام ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ جہنمی ہے، آج کے دور میں جو لوگ قدرت کے باوجود رشوت نہیں لیتے وہ دوسروں کے لیے آئیڈیل اور نمونہ ہیں، البتہ رشوت نہ لینے کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ کام کو لٹکا کر رکھا جائے اور خواہ مخواہ ضرورت مندوں کو دفاتر کے چکر لگوائے جائیں، رشوت لینا جس طرح قابل مذمت اور نہ لینا جس طرح قابل تعریف عمل ہے، اسی طرح غیر ضروری طور پر فائلوں کے نمٹانے میں تاخیر اور کام کرنے میں ٹال مٹول مذموم ہے اور کسی سطح پر اس طرز عمل کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔

عدالت سے پہلے ثالثی

چیف جسٹس اس اے بوبڑے نے اپنے ایک بیان میں مقدمہ سے پہلے ثالثی کو لازم اور ضروری قرار دینے پر زور دیا ہے، وہ ’’ویشوی کرن کے یگ میں مدعیہ استھا‘‘ کے موضوع پر عالمی سمینار کی تیسری نشست میں خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے کہا کہ اس سے عدالت میں مقدمات کو نمٹانے میں کم وقت لگے گا، انہوں نے ثالثی کے طریقہ کو مضبوط کرنے کے لیے ایک قانون کی ضرورت بھی جتائی۔

ہندوستان میں دار القضاء کا نظام اسی بنیاد پر چل رہا ہے، آربی ٹیشن ایکٹ میں ثالثی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، دو آدمی لڑ رہے ہوں تو تیسرا آدمی بغیر فریق بنے اس میں ثالثی کی ذمہ داری ادا کرکے جھگڑوں کے تصفیے اور نمٹارے میں مناسب حصہ داری ادا کر سکتا ہے، کبھی یہ کام ادارہ کرتا ہے، دار القضاء فرد نہیں ادارہ ہے، اور اس ادارہ نے اپنے ذمہ جھگڑوں خصوصا خانگی جھگڑوں کو نمٹانے کا کام لے رکھا ہے، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کم وبیش سو سال سے اس پر کام کر رہی ہے اس نے اپنے ذرائع سے بہت سارے مقدمات کے حل اور تصفیے کا کام کیا ہے اور عدالتوں پر غیر ضروری بوجھ پڑنے نہیں دیا ہے، اسی نہج پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے دار القضاء بھی کام کر رہے ہیں، پورے ملک میں ثالثی کا یہ پھیلا ہوا نظام ہے، یہ متوازی عدالتیں نہیں ہیں، اس لیے ان میں وہ اصطلاحات استعمال نہیں ہوتیں جو عدالتوں میں رائج ہیں، اسی طرح اگر دونوں فریق میں سے کوئی سرکاری عدالت میں چلا جائے تو دار القضاء سے معاملہ کو خارج کر دیا جاتا ہے، یا اگر کسی فریق نے سرد مہری برتی، نوٹس کا جواب نہیں دیا یا اس نے ہمارے یہاں معاملہ کے تصفیہ سے انکار کر دیا تو بھی عام حالات میں مقدمہ خارج کر دیا جاتا ہے، اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہم آربی ٹیشن قانون کے تحت ہی کام کرتے ہیں۔

اسلام میں اس ثالثی کی بڑی اہمیت ہے، وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ بھائیوں کے درمیان صلح کرادی جائے، تاکہ جھگڑے کی آگ پھیل کر خرمن امن وسکون کو خاکستر نہ کر دے، میاں بیوی کے جھگڑوں میں اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا کہ اگر آپسی شقاق کا خوف ہو تو دونوں فریق یعنی میاں بیوی کی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیے جائیں، اگر یہ دونوں ان کی اصلاح کی فکر کریں گے تو اللہ ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر دے گا، اس لیے کہ اللہ جانتا بھی ہے اور اس کی حکمت بھی عجیب ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

یادوں کے چراغ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور صاحب

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سابق وزیر اقلیتی فلاح حکومت بہار، مہشی اسمبلی حلقہ سے موجودہ رکن اسمبلی، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کے رکن، تعلیم کے فروغ کے لیے کوشاں شخصیت، سیاست میں صلاحیت کے ساتھ صالحیت کی علامت، بہار کی مسلم قیادت کی معتبر ومعتمد ذات پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور صاحب اب ہم لوگوں کے درمیان نہیں رہے، ۲۸/جنوری ۲۰۲۰ء صبح کے ساڑھے چھ بجے دہلی کے ایک پرائیویٹ ہاسپٹل میں انہوں نے جان جاں آفریں کے سپرد کی، وہ دو ماہ سے لیور کینسر میں مبتلا تھے، ان کے گردوں نے کام کرنا بند کر دیا تھا، جنازہ ہوائی جہاز سے پٹنہ ایر پورٹ پہونچا، اس موقع سے ان سے محبت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایر پورٹ پر موجود تھی، جن میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی اور راقم الحروف محمد ثناء الہدیٰ قاسمی بھی موجود تھا، سرکاری اعزاز کے ساتھ سلامی دی گئی، اسمبلی اور راجد پارٹی آفس لے جا کر خراج عقیدت پیش کیا گیا، رات کو جنازہ ان کے آبائی گاؤں بوہروا ضلع سہرسہ لے جایا گیا، اگلے دن بعد نماز ظہر جنازہ کی نماز مولانا مفتی محمد انظار احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے پڑھائی، جنازہ میں امارت کے ایک موقر وفد جس میں دو معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا احمد حسین قاسمی مدنی اور مولانا مرغوب احسن شامل تھے، نے شرکت کی، تدفین گاؤں کے قبرستان میں ہوئی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے تین لڑکیوں کو چھوڑا۔

پروفیسر عبدالغفور صاحب بن محمد جمال بن تاج علی بن شیخ مجلس بن شیخ تجار کی ولادت ۵/مئی ۱۹۵۹ء کو سہرسہ کے بوہروا میں ہوئی، وہ اپنے پانچ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے، باپ کاشتکار تھے اور ماں بی بی نسیمہ خاتون بنت محمد تسلیم بن محبوب علی ساکن گمروہو، ڈاک خانہ مینا گرام ضلع سہرسہ گھریلو خاتون، باپ ماں کی شفقت میں پروان چڑھے، ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی محمد عیسیٰ صاحب سے پائی، مڈل اسکول منگرولی مہیشی میں ساتویں کلاس تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ان کا داخلہ سمری بختیار پور واقع اسلامیہ ہائی اسکول میں کرایا گیا، جہاں سے انہوں نے ۱۹۷۴ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا، ۱۹۷۶ء میں انٹرمیڈیٹ ۱۹۷۹ء میں بی اے آنرس (اردو) سہرسہ کالج سہرسہ سے کیا، آگے کی تعلیم کے لیے وہ پٹنہ آگیے، کیوں کہ سہرسہ میں ام اے کی تعلیم کا کوئی نظم نہیں تھا، چنانچہ انہوں نے ۱۹۸۱ء میں پٹنہ یونیورسیٹی سے ایم اے اردو کیا، اور یہیں سے ڈاکٹر عبدالستار بحیثیت ناول نگار کے موضوع پر پی اچ ڈی کے لیے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، ان کے مقالہ کے نگراں مشہور شاعر ڈاکٹر کلیم عاجز تھے، تدریسی زندگی کا آغاز پاروتی سائنس کالج مدھے پورہ میں شعبہ اردو کے لکچرر کی حیثیت سے کیا، یہ ۱۹۸۲ء کا سال تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی سسرال بھلاہی ضلع سہرسہ تھی ان کے سسر مولانا ایوب الحسینی (م ۲۰۱۷) مدرسہ فضل رحمانی بھلاہی میں صدر مدرس تھے۔

انہوں نے جے پی آندولن میں عملی طور پر حصہ لیا، یہیں سے ان کے اندر سیاست سے دلچسپی پیدا ہوئی، جے پی آندولن نے جن لیڈروں کو پیدا کیا ان میں لالو پرشاد یادو اور نتیش کمار کا نام سب سے نمایاں ہے، پروفیسر عبدالغفور نے سیاسی میدان کے لیے لالو پرشاد یادو کا انتخاب کیا اور پوری زندگی ان کی پارٹی راجد سے جڑے رہے، کتنے لوگ آئے گئے، کیسے کیسے احوال سے سابقہ پڑا لیکن پروفیسر عبدالغفور صاحب ٹس سے مس نہیں ہوئے، وہ پہلی بار ۱۹۹۵ء میں مہشی اسمبلی حلقہ سے راجد امیدوار کی حیثیت سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کانگریس کے قدآور لیڈر لہٹن چودھری کو شکست فاش دے کر اس سیٹ پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد ۲۰۰۰ء، ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۵ء میں بھی وہ اسی حلقہ سے منتخب ہوئے، ۲۰۰۵ء میں پارٹی نے ان کا حلقہ مہشی سے بدل کر سہرسہ کر دیا، سہرسہ ان کا میدان عمل نہیں تھا، اس لیے صرف چھ ہزار ووٹ سے ہار گیے، جب عظیم اتحاد کی بہار میں حکومت بنی تو وہ نتیش کابینہ میں وزیر اقلیتی فلاح بنائے گیے، اور جب نتیش کمار نے استعفیٰ دے کر بی جے پی سے اتحاد کرلیا تو ان کی وزارت ختم ہوگئی، لیکن ان کے رویے پر کوئی فرق نہیں پڑا، ان کو عہدوں نے متکبر نہیں بنایا، ان کا آنا جانا، ملنا جلنا حسب سابق رہا، امارت شرعیہ سے ان کو بے پناہ عقیدت تھی، یہاں کے اکابر امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانیؒ اور موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم سے انہیں والہانہ تعلق تھا، اپنا اور اپنے بچوں کا علاج عموما مولانا سجاد میموریل اسپتال میں ہی کرایا کرتے تھے، دفتر آتے تو گھنٹوں بیٹھتے اور مختلف ملی، سماجی، تعلیمی مسئلوں پر تبادلہ خیال کرتے، وہ ۲۸/جولائی ۲۰۰۳ء سے ۲۷/۷/۲۰۰۶ء تک بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیرمین بھی رہے، اس پلیٹ فارم سے بھی انہوں نے مسلمانوں کی قابل قدر خدمات انجام دیں، وہ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بھی کوشاں رہا کرتے تھے، انہوں نے لڑکیوں سے متعلق عصری تعلیم کا ایک نصاب بھی تیار کیا تھا، جس میں راقم الحروف کی بھی شرکت ہوئی تھی، انہوں نے لڑکیوں کا ایک اسکول بھی کھولا تھا، لیکن اپنی مشغولیت ومصروفیت اور ہجوم کار کی وجہ سے زیادہ دنوں تک چلا نہیں پائے اور اسے بند کر دینا پڑا، انہوں نے سیاست میں رہتے ہوئے اپنے کو غلاظت سے بچائے رکھا، سادگی، تواضع، انکسارسی، ایمانداری، دوسروں کے کام آنا، ملت کیلئے فکر مند رہنا ان کی زندگی کی خصوصیات تھیں، جس کی وجہ سے وہ لوگوں میں مقبول تھے اور ان کی بات سنی جاتی تھی۔

میری ملاقات مرحوم سے امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوئی تھی، پہلے سے واقفیت نام کی حد تک تھی، پھر دھیرے دھیرے قربت بڑھی، جس زمانہ میں وہ وزیر اقلیتی فلاح تھے، انہیں دنوں ۱۵/۱۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو ایک ڈوزنل اردو کانفرنس نور اردو لائبریری حسن پور گھنگھٹی بکساما ویشالی میں منعقد ہوئی تھی، کنوینر میر الڑ کا محمد نظر الہدیٰ قاسمی تھا، اس اجلاس میں بہار کے بڑے بڑے نامور لوگ مثلاً شفیع مشہدی، احمد اشفاق کریم، (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

دیدہ وران بھار

: ایڈیٹر کے قلم سے

پروفیسر ڈاکٹر عبدالمنان طرزی (ولادت ۲۱/مارچ ۱۹۳۸ء) بن حافظ وقاری محمد داؤد کا شمار ہندوستان کے قدآور اور زود گو شاعروں میں ہوتا ہے۔ بلکہ زود گوئی میں ان کا کوئی مماثل پورے ہندوستان میں نظر نہیں آتا، تخیلات کا ایک جوئے رداں ہے، جو سبک رفتاری سے نہیں، تیزی سے اچھلتا کودتا مچلتا بہتا رہتا ہے، شاعری میں بعض خاص جہتوں کے وہ موجد اور بانی ہیں، انہوں نے پہلی بار نظم میں طویل مقالے کی بنیاد رکھی، قصیدہ نگاری کے فن کو درباروں سے نکال کر عوام کے درمیان لے آئے، قصیدہ کے ارکان میں کم وبیشی کر کے اس فن کو ایک نئی جہت بخشی، نظم میں سوانح نگاری، جائے پیدائش، تاریخ پیدائش والدین وغیرہ کے نام کے ساتھ ان کے ممیّزات کے ذکر میں طرزی کو خاص ملکہ حاصل ہے، اور جس طرح مقالات میں حوالے دیے جاتے ہیں تاکہ بات مستند سمجھی جائے اس طرح وہ اپنی شاعری میں بھی اس کا اہتمام خوب کرتے ہیں، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم پر جو نظم انہوں نے لکھی، اس کا مواد میرے ایک مقالہ سے لیا تھا، اپنی نظم میں انہوں نے نہ صرف اس کا حوالہ دیا؛ بلکہ شکریہ بھی ادا کیا، لکھتے ہیں۔

ادا مفتی ثنا کا شکریہ طرزی میاں کیجئے   ہوئی ہے رہنمائی آپ کی ان کے مقالے سے

آج کل جب لوگ صفحات کے صفحات بے حوالہ نقل کر دیتے ہیں، طرزی صاحب کا یہ عمل ادب میں دیانت داری کے لحاظ اور خورد نوازی کی بہتر مثال ہے، انہوں نے مقالہ سے کوئی اقتباس نہیں لیا کہ حوالہ دینا ضروری ہو، لیکن انہوں نے معلومات کے ذریعہ کو ذکر کرنا ضروری سمجھا، آج کے شاعروں، ادیبوں اور مقالہ نگاروں کے لیے اس میں بڑا اسبق ہے، ڈاکٹر شارب ردولوی نے لکھا ہے کہ ''ڈاکٹر طرزی نے اس طرح کے جو قصائد یا نظمیں لکھی ہیں، ان سے صرف جولانی طبع کا ہی اندازہ نہیں ہوتا؛ بلکہ انہوں نے ممدوح کی تحقیقی وتنقیدی کاوشوں کا تجزیہ بھی بڑی خوبی سے کیا ہے۔''

پانچ سوا کانوے صفحات پر مشتمل یہ دیدہ وران بہار کا دوسرا ایڈیشن ہے، پہلے اس کے مشمولات چار جلدوں کو محیط تھے، اب یہ چاروں جلدیں اس ایک جلد میں سما گئی ہیں، طرزی صاحب نے اعتراف کے عنوان سے جناب احتشام الحق کا ذکر کیا ہے، جن کی محنت سے یہ ایک جلد میں شائع ہو سکی، لکھتے ہیں:

چار جلدوں میں جو تھی دیدہ وران (ہی) بہار   آ گئی اب ایک ہی میں وہ متاع باوقار

ان چاروں جلدوں کے مشمولات پر بھی اچھا خاصہ اضافہ کیا ہے، پہلے ایڈیشن میں جن حضرات کا تذکرہ چاروں جلد میں سے کسی میں نہیں آسکا تھا، ان کے تذکرے کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے، اس طرح اب مجموعی افراد جن کے سوانحی خاکے اور ان کی خدمات کے زاویے اس مجموعہ میں سما گیے ان کی تعداد چار سو چون ہے، جس میں بڑے علماء، شعراء، ادباء، نقاد، صحافی، قائدین، محققین، نامور اور گم نام، سبھی جگہ پاگیے ہیں، ڈاکٹر انجینئر اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے، اس کی وجہ ڈاکٹر عبدالمنان طرزی کی وسعت ظرفی ہے، یہ بڑی بات ہے کہ اس دور میں ان کا کوئی خاص حلقہ نہیں ہے، وہ سب کے ہیں اور ان کا سب ہے، اس لیے جو بھی ان کی نظر میں کام کا ہے، انہوں نے اس کو اپنی شعری کائنات کا حصہ بنالیا، اس میں اچھی خاصی تعداد ہم جیسے لوگوں کی ہے، جن کو مشق سخن ان کی حوصلہ افزائی کے لیے بنایا گیا ہے، بقول طرزی ''میں خوش ہوں کہ عزیزوں کی حوصلہ افزائی میرا شعار رہا ہے''، ان نظموں میں تاریخ پیدائش تاریخ وفات اور گاؤں وغیرہ کے ذکر کا بھی التزام کیا گیا ہے، احتشام الحق صاحب متفرقات طرزی جلد دوم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''طرزی نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ مشمولہ شخصیت کا نام، قلمی نام، تاریخ وجائے پیدائش، خاندانی پس منظر، تعلیم، فنی مہارت، خدمات کے دائرے کا احاطہ کرتے ہوئے اس کی خدمات پر سرسری مگر جامع تبصرہ کر دیا جائے (ص ۲۵) اس لیے نظم کے ہر شعر میں ارفع تخیلات کی تلاش بے سود ہے، جو اشعار ان چیزوں سے الگ ہیں، ان میں طرزی صاحب کا زور بیان قابل دید ہے، طرزی صاحب کو خود اس کا احساس ہے۔ لکھتے ہیں:

''مجھے اعتراف ہے کہ ان پیکر سازیوں میں شعریت کم ہے، وقائع نویسی میں اس کی جستجو بھی بے سود ہے، ہمارے یہاں منظوم تذکروں یا تنقیدوں کی روایت بھی تو نہیں ہے، میں نے ایک مخصوص طرز کی بنیاد ڈالی ہے، جس کی پذیرائی ہوئی اور تقلید بھی ہونے لگی ہے۔ معذرت خواہ ہوں کہ مجبوری بیان کے سبب بعض نقائص بھی پیدا ہو گیے ہیں، مثلاً عیسوی کی جگہ عسوی، چالیس کی جگہ چالس، پورنیہ کی جگہ پُرنیہ، مدھوبنی کی جگہ مادھوبنی وغیرہ'' (ص ۲۱)

طرزی صاحب کو اس مجموعہ کے دروبست اور اپنی شعری کائنات میں جو کمیاں مجبوریِ بیان کی وجہ سے آ گئی ہیں، اس کا پورا پورا ادراک ہے، طرزی صاحب کا یہ عمل بھی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے الفاظ میں ہلکا پھلکا تصرف کر کے وزن، بحر، قافیہ، ردیف کی حفاظت کرلی، یہ ان کی فن پر بہترین گرفت کا نتیجہ ہے، پروفیسر حامدی کاشمیری لکھتے ہیں:

''طرزی صاحب نہ صرف زبان دانی اور مخصوص طرز بیان سے کام لیتے ہیں، بلکہ تنقیدی تحسینی اور تحقیقی دلچسپیوں کا خوب خوب مظاہرہ بھی کرتے ہیں، یہ تائید غیبی ہے کہ ان کو اردو زبان پر حاکمانہ تصرف اور اقتدار ہے۔''

واقعہ یہ ہے کہ طرزی صاحب کو اللہ رب العزت نے کئی اعتبار سے باکمال بنایا ہے، وہ صرف نظموں ہی کے شاعر نہیں، ان کی غزلیں، تاریخ گوئی، فارسی، ہندی شاعری، بلکہ ان کی نثر نگاری بھی خاصے کی چیز ہے، انہوں نے میرے والدین کے انتقال پر بھی قطعہ تاریخ کہا تھا، جو ان کی کتاب متفرقات طرزی میں شامل ہے اور ابا، امی کی قبروں کے کتبہ پر کندہ ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی کوششیں

مولانا رضوان احمد ندوی

سرتاج الاولیاء حضرت امام حسن بصری (۲۱ھ تا ۱۱۰ھ) ایک بلند پایہ صاحب فضل وکمال تابعی گذرے ہیں، ان کی جلالت شان پر اس عہد کے تمام محدثین وفقہاء اور اتقیاء کا اتفاق ہے، آپ عہد فاروق میں ۲۱ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد یسار حضرت زید بن ثابت کے آزاد کردہ غلام تھے اور ان کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی لونڈی تھیں، اس لئے وہ اکثر گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں، وہ جب حسن بصری کو چھوڑ کر کسی کام میں مشغول رہتی تھیں اور یہ رونے لگتے تو حضرت ام سلمہ ان کو بہلانے کے لئے چھاتی منہ میں دیدیتیں، تاکہ انہیں اطمینان خاطر ہو جائے، پھر جب ماں لوٹ کر آتیں تو انہیں دودھ پلاتیں، اس طرح انہوں نے حضرت ام سلمہ کے سایہ شفقت میں پرورش پائی۔

تاریخ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری نے صرف ۱۲ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ مکمل کرلیا، تفسیر وحدیث میں بھی کمال پیدا کیا، انہیں اکابر صحابہ حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک کی بافیض صحبت نصیب ہوئی اور ان اجلہ صحابہ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کا بھرپور موقع ملا، جس سے ان کی شخصیت میں جامعیت اور دل آویزی پیدا ہوگئی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا کہ صحابہ کرام کا انہوں نے اچھا خاصا زمانہ پایا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ بڑے غور سے اس کا مطالعہ کیا تھا، مسلمانوں کی زندگی اور اسلامی معاشرہ میں جو تغیرات پیش آئے تھے، ان پر گہری نظر رکھتے تھے، اپنے زمانے کی سوسائٹی ہر طریقہ کی زندگی اور معاشرہ سے وہ پورے طور پر باخبر تھے، اور اس کی خصوصیات اور اس کی بیماریوں سے ایک تجربہ کار طبیب کی طرح واقف تھے، (تاریخ دعوت وعزیمت ص/۵۵)

اللہ نے ان کی زبان وبیان میں ایسی حلاوت وشرینی عطا کی تھی کہ جب وہ بولتے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے اور سامعین ان کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے، اہل مکہ آپ کو تخت پر بیٹھا کر حدیثیں سنتے تھے، اس طرح وہ مرجع خلائق بن گئے، بسا اوقات انہیں اصحاب فضل وکمال سے علمی مذاکرہ میں لطف ملتا تھا، اگر مجلس میں کسی نے کوئی علمی وفقہی مسئلہ چھیڑ دیا تو نہایت ہی مدلل انداز میں تشفی بخش جواب دیتے تھے، ان سب علمی مباحث کے ساتھ دراصل ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں گذرا، ان کی ذات تصوف کا منبع اور علم باطن کا چشمہ تھا، تصوف کی تمام نہریں اسی چشمہ سے پھوٹتی ہیں، سلف سے لے کر خلف تک تمام اکابر صوفیہ ان کے اقوال کو سند کا درجہ مانتے ہیں، گرچہ انہوں نے رسالت کا مقدس زمانہ نہیں دیکھا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب ہوئے تاہم ان کے اخلاق وکردار اسی مقدس سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، شکل وشباہت میں بھی مماثلت تھی، حضرت امام شعبی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میں نے ستر صحابہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر امام حسن بصری کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ دوسرے کسی کو نہیں دیکھا، ابن خلکان نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی غیر صحابی کو حسن بصری سے زیادہ اصحاب رسولؐ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ وہ فطری طور پر اخلاقی رذائل سے کوسوں دور رہتے اور اکثر یہ دعا پڑھتے، اے اللہ شرک، غرور، نفاق، ریا، فریب اور شہرت طلبی سے ہمارے قلوب کو بچائے رکھئے، اے مقلب القلوب ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم اور استوار رکھ (ابن سعد)

اس لئے فریب نفس اور عجب وغرور سے بچنے کے لئے اپنی تعریف بھی سننا پسند نہیں کرتے تھے، ہاں اگر کوئی دعا کرتا تو اس کو سینے سے لگا لیتے تھے، حسن بصری پر آخرت کی فکر اور خشیت الٰہی کا غلبہ دامن گیر رہتا، ایک دفعہ کسی جنازہ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اس قدر روئے کہ مٹی بھیگ گئی، مگر ہاں انہوں نے اظہار حق میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا، جب یزید بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرہ کو خراسان وعراق کا گورنر نامزد کیا تو اس نے عراق کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کو جمع کیا اور ان سے اس مسئلہ پر استصواب رائے کیا، اس مجلس میں حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین بھی موجود تھے، محمد بن سیرین نے تو گول مول باتیں کہہ کر دامن بچا لیا لیکن حسن بصری نے پوری جرأت، بے باکی اور ہمت کے ساتھ فرمایا کہ اے ابن ہبیرہ یزید کے بارے میں خدا کا خوف پیدا کرو اور خدا کے معاملہ میں ان کا خوف نہ کیا کرو، خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے، لیکن یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ خدا تیرے پاس ایسا فرشتہ بھیجے گا جو تجھ کو تخت حکومت سے اتار کر اور قصر کی وسعت سے نکال کر قبر کی تنگی میں ڈال دے گا، اس وقت تیرے اعمال کے سوا کوئی اور تجھ کو نجات نہ دلا سکے گی، خدا نے بادشاہ اور حکومت کو اپنے دین اور اپنے بندوں کی امداد واعانت کے لئے بنایا ہے، اس لئے خدا کی دی ہوئی حکومت کے ذریعہ سے تم خدا کے دین اور اس کے بندوں پر سوار نہ ہو جاؤ، خدا کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ (ابن خلکان ج ا ص ۱۲۸)

وہ اپنے زمانے میں حق گوئی وبے باک میں ممتاز تھے، کبھی انہوں نے ضمیر اور عقیدے کے خلاف کوئی بات نہیں کہی، وہ اپنے دعوتی اور اصلاحی مجلسوں میں بھی خلاف شریعت عمل پر سخت نکیر فرماتے، نفاق اور منافقین ہر عہد میں رہے ، آپ نفاق کی حقیقت اور منافقین کے اوصاف بیان کرتے اور معاشرے سے اس کو مٹانے کی جدوجہد کرتے، اس کا نتیجہ تھا کہ بہت سے لوگ اپنی پچھلی زندگی سے تائب ہوئے اور ایک نئی زندگی اختیار کی، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے لکھا کہ ساٹھ سال کی طویل مدت اسی دعوت واصلاح میں گذاری کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ کتنے نفوس کو ان کی وجہ سے حلاوت ایمانی اور حقیقت اسلام نصیب ہوئی، عوام بن جوشب کہتے ہیں کہ جس نے ساٹھ برس تک اپنی قوم میں وہ کام کیا جو انبیاء کرام ختم نبوت سے پہلی اپنی امتوں میں کرتے تھے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ص:۶۲)؟ ان کے مواعظ میں دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت کا تصور چھایا رہتا، ان کے بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس شخص نے مال وزر کو عزت دی اسکو ذلیل کیا (۲) عقل مند کی زبان قلب کے پیچھے ہے، جب وہ کچھ کہنا چاہتا ہے تو پہلے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے، اگر وہ بات اس کے فائدے کی ہوتی ہے، تو کہتا ہے ورنہ رک جاتا ہے اور جاہل کا قلب اس کی زبان کی نوک پر ہوتا ہے، وہ قلب کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آتا ہے، بک جاتا ہے، (۳) دنیا درحقیقت تمہاری سواری ہے اگر تم اس پر سوار ہو گئے تو وہ تم کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے گی اور اگر وہ تم پر سوار ہوگئی تو تم کو ہلاک کر ڈالے گی (۴) جب بندہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اس سے خدا کے ساتھ اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۵) متواضع ہونے کی شرط یہ ہے کہ گھر سے باہر کسی سے بھی ملے تو اس کو اپنے سے افضل وبرتر سمجھے۔ ان کے اصلاحی خطبات ومواعظ کا تجزیہ کرتے ہوئے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے لکھا کہ: حسن بصریؒ کے مواعظ دور صحابہ کی قوت وسادگی کا نمونہ ہیں، ان میں زیادہ تر دنیا کی بے ثباتی، زندگی کی بے وفائی اور آخرت کی اہمیت کا مضمون، ایمان وعمل کی تلقین، تقویٰ اور خشیت الٰہی کی تعلیم اور فریب نفس کی مذمت ملتی ہے، اور اس دور میں جس پر مادیت اور غفلت کا سخت حملہ ہوا تھا، اور عوام اور بہت سے خواص دولت اور عیش عشرت کے سیلاب میں خش وخاشاک کی طرح بہے چلے جا رہے تھے، انہی مضامین کی ضرورت تھی۔

انہوں نے چونکہ صحابہ کرام کا دور اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ان کی صحبت کا فیض اٹھایا تھا، اب حکومت امویہ کا شباب دیکھ رہے تھے، اسلئے وہ اپنے مواعظ میں اکثر بڑے درد وجوش کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی ایمانی کیفیات اور ان کی اخلاقی وعملی خصوصیات بیان کرنے لگتے ہیں، جو ان کو دیکھتے دیکھتے ایمان وعمل اور اخلاق وعادات میں رونما ہوا تھا تو ان کا درد اور جوش بہت بڑھ جاتا ہے، اور ان کے مواعظ تیر ونشتر بن جاتے ہیں، اور ان کے مواعظ اپنی دل آویزی اور دل نشینی کے علاوہ اس دور کی فصیح وبلیغ زبان اور اعلیٰ ادب کا نمونہ ہیں، ایک موقع پر اہل زمانہ پر تبصرہ، صحابہ کرامؓ کا تذکرہ اور اسلامی اخلاق کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا، زبانی باتیں ہیں عمل کا نام نشان نہیں، علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں، ایمان ہے مگر یقین سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندۂ خدا ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور پھر نکل گئے، انہوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے انہوں نے پہلے حرام کیا، پھر اسی کو حلال کرلیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ! اگر پوچھا جاتا ہے کیا تم روز حساب پر یقین رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں! قسم ہے روز جزا کے مالک کی، غلط کہا، مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ قوی فی الدین ہو، صاحب ایمان ویقین ہو، اس کے علم کے لئے حلم اور اس کے حلم کے لئے علم باعث زینت ہو، عقلمند ہو، لیکن نرم خو، اس کی خوشپوشی اور ضبط اس کے فقر وافلاس کی پردہ داری کرے، دولت ہو تو اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، خرچ کرنے میں شفیق، خستہ حالوں کے حق میں رحیم وکریم، حقوق کی ادائیگی میں کشادہ دست وفراخ دل، انصاف میں سرگرم وثابت قدم، کسی سے نفرت ہو تو اس کے حق میں زیادتی نہ ہونے پائے، کسی سے محبت ہو تو اس کی مدد میں حد شریعت سے نہ بڑھنے پائے، نہ عیب چینی کرتا ہو، نہ طنز واشارہ نہ طعن وتشنیع، نہ لایعنی سے اس کو کچھ کام ہو، نہ لہو ولعب سے دلچسپی، چغلخوری نہیں کرتا، جو اس کا حق نہیں اس کے پیچھے نہیں پڑتا، جو اس پر واجب آتا ہے اس کا انکار نہیں کرتا، معذرت میں حد سے نہیں بڑھتا، دوسرے کی مصیبت میں خوش نہیں ہوتا، دوسرے کی معصیت سے اس کو مسرت نہیں ہوتی، مومن کو نماز میں خشوع اور نمازوں کا ذوق ہوتا ہے، اس کا کلام شفا کا پیام، اس کا صبر تقویٰ، اس کا سکوت سراسر غور وفکر، اس کی نظر سراپا درس وعبرت ہے، علماء کی صحبت اختیار کرتا ہے، علم کی خاطر خاموش رہتا ہے تو اس لئے کہ گناہوں اور گرفت سے محفوظ رہے، بولتا ہے تو اس لئے کہ کچھ (ثواب) کما لے اور فائدہ حاصل کرے، نیکی کر کے اس کو خوشی ہوتی ہے، غلطی ہو جاتی ہے تو استغفار کرتا ہے، شکایت کرتا ہے اور اس کے دل میں کسی کی طرف سے رنج آتا ہے تو معافی تلافی کر لیتا ہے، اس سے کوئی جہالت کرتا ہے تو وہ تحمل اور عقل سے کام لیتا ہے، ظلم کیا جاتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے، کوئی اس کے حق میں ناانصافی کرے تو وہ انصاف کو نہیں چھوڑتا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پناہ نہیں لیتا، اور اس کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا، مجمع میں باوقار، تنہائی میں شکر گذار، رزق پر قانع، آرام وعیش کے زمانہ میں شاکر، مصیبت اور آزمائش کی گھڑیوں میں صابر، غافلوں میں ذاکر، ذاکروں میں ہو تو استغفار میں شاغل، یہ تھی شان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، اپنے درجوں اور مرتبہ کے مطابق جب تک دنیا میں رہے اسی شان سے رہے، اور جب دنیا سے گئے تو اسی آن بان سے گئے، مسلمانو! تمہارے سلف صالحین کا یہ نمونہ تھا (تاریخ دعوت وعزیمت ج ا ص ۵۷)

اس طرح کے ان کے متعدد مواعظ اپنی اثر انگیزی کی وجہ سے قوت تاثیر رکھتے تھے، جس سے زندگی میں تازگی اور توانائی پیدا ہوتی ہے، وہ اپنی تقریروں اور مجلسوں سے دین وایمان کی دعوت بھی دیتے تھے، اور اپنی صحبت وعمل سے لوگوں کی تربیت اور تزکیہ بھی کرتے تھے، اللہ نے اپنے اس مقرب بندہ سے دین وملت کا بڑا کام لیا اور جب وقت موجود آپہونچا تو اپنے پاس بلا لیا، ان کی وفات سے چند دنوں پیشتر ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک پرندہ نے مسجد کی سب سے خوبصورت کنکری اٹھا لی، جب اس خواب کا تذکرہ محمد بن سیرین کے سامنے ہوا تھا، انہوں نے اسکی تعبیر یہ بتلائی کہ حسن کا انتقال ہو جائے گا، چنانچہ اس خواب کے چند دنوں بعد حسن بصری مرض الموت میں مبتلاء ہوئے اور داعی اجل کا پیغام آگیا اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ۱۱۰ھ میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ان کے انتقال سے پورا شہر سوگوار ہوگیا، ان کے جنازہ میں فرزندان توحید کا ایسا اژدھام تھا کہ اس دن بصرہ شہر خالی ہوگیا، بصرہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ پوری آبادی کے قبرستان چلے جانے کی وجہ سے اس دن شہر کی جامع مسجد میں عصر کی نماز تاخیر سے پڑھی گئی، اللہ اس ولی کامل کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

دہلی نے ملک کو نئی راہ دکھائی

ڈاکٹر مشتاق احمد پرنسپل، سی ایم کالج، دربھنگہ

ہندوستان کی انتخابی تاریخ میں دہلی کا حالیہ اسمبلی انتخاب صرف دہلی کا انتخاب نہیں تھا بلکہ اس انتخاب نے پورے ہندوستان کی نگاہوں کو اپنی طرف مرکوز کرلیا تھا۔ایک طرف عام آدمی پارٹی اپنی واپسی کے لئے جدو جہد کررہی تھی تو دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی دہلی میں اپنے دو دہائی کے بنواس کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ظاہر ہے جمہوریت میں انتخابی عمل کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور ہر سیاسی جماعت رائے دہندگان کو اپنی پالیسی سے آگاہ کرنے کے مختلف طریقۂ کار اپناتی ہے اور ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ وہ کامیاب رہے۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس بار دہلی کے انتخاب میں مرکز میں حکمراں جماعت بھاجپا نے جس طرح غیر جمہوری اور غیر آئینی طریقۂ کار کو اپنایا وہ کسی طور بھی ہندوستان جیسی دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے لئے مفید نہیں ہوسکتا۔عآپ پارٹی اسمبلی انتخاب کے اعلان کے ساتھ ہی اپنی گذشتہ پانچ سالہ کارکردگی کی بنیاد پر عوام الناس سے ووٹ دینے کی اپیل کر رہی تھی۔بالخصوص وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال کا موقف بالکل واضح تھا کہ اگر ہم نے کام کیا ہے تو ہماری پارٹی کو کامیاب بنائیے۔میرے خیال میں کیجریوال ہندوستان کے پہلے ایسے وزیر اعلیٰ ہیں جو انتخابی عمل میں اعلانیہ اپنے کام کی بنیاد پر ووٹ مانگ رہے تھے۔لیکن دہلی اسمبلی انتخاب کے اعلان کے بعد ہی ملک کی راجدھانی میں جس طرح کی غیر جمہوری، غیر اخلاقی،نفرت انگیز اور فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی کو فروغ دیا گیا اس سے ایسا لگا کہ شاید اب ملک میں جمہوریت کا چراغ گل ہونے والا ہے۔کیوں کہ ایک طرف مرکزی وزراء اور بھارتیہ جنتا پارٹی ایک خاص طبقے کے خلاف دہلی کے عوام کو مشتعل کرنے کی کوشش کررہے تھے تو دوسری طرف ملک کی میڈیا اور دہلی پولیس کا رویہ بھی بالکل غیر جمہوری تھا اور منافرت کی چنگاری کو ہوا دینے میں معاون تھے۔شاہین باغ کے جمہوری احتجاجی جلسوں کے حوالے سے جس طرح کی بات کی جارہی تھی اور معصوم ذہنوں کو بھڑکایا جارہا تھا اس سے ملک کے تمام سنجیدہ شہری فکر مند تھے۔خاص کر نجف گڑھ میں جو انتخابی جلسہ کے ذریعہ شاہین باغ کے احتجاجیوں کے خلاف بیان بازی کی گئی وہ تو ایک طرح کا چیلنج تھا۔لیکن دہلی کے دو کروڑ ووٹروں نے اور وہاں کے لوگوں نے یہ ثابت کردیا کہ ابھی ہندستان میں ہندوستانیت زندہ ہے۔یہاں کی مٹی میں جو تکثیریت کی زرخیزی ہے وہ برقرار ہے اور نفرت کا کوئی بھی طوفان ہندوستان کے تہذیبی وتمدنی چراغِ اخوت کو بجھا نہیں سکتا۔وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال کو ایک انتہا پسند کہنا اور اس کے خلاف عوام الناس کو گمراہ کرنا بھی ہمارے جمہوری تقاضوں کے خلاف تھا۔لیکن دہلی جہاں پورا ہندوستان بستا ہے کہ شمال سے جنوب اور مشرق ومغرب کی کوئی ایسی ریاست نہیں جہاں کے لوگ دہلی میں بودوباش نہ رکھتے ہوں اور شاید ہی کوئی محلّہ اور گلی ایسی ہو جہاں پورا ہندوستان نظر نہیں آتا۔گذشتہ دو تین دہائیوں سے ملک کی فضا کو مذہبی منافرت سے زہر آلود کیا جارہا ہے اس کے باوجود دہلی کے ہر گلی کوچے میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ دہلی میں کسی بھی شدت پسند کو جگہ نہیں مل رہی ہے۔یہ اور بات ہے کہ دہلی آزادی کے بعد سے ہی جن سنگھ اور سنگھ پریوار کا ایک بڑا مرکز رہا ہے اور آج بھی وہاں کی میونسپل کارپوریشن پر اس کا قبضہ ہے۔گذشتہ چھ سالوں سے مرکز میں سنگھ پریوار کے نظریے کی پاسدار بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت ہے اور دہلی میں نظم ونسق کا سارا اختیار مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں ہے۔جب کہ شہری ترقیات کے کام میونسپل کارپوریشن کے ذمے ہے۔غرض کہ ریاستی حکومت کو قانونی اختیارات کے لحاظ سے آدھی ادھوری حکومت کہہ سکتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود اروند کیجریوال نے دہلی کے متوسط طبقے کے شہریوں کی زندگی میں جو انقلاب پیدا کیا ہے وہ قابلِ تقلید وتحسین ہے۔بالخصوص تعلیم،صحت اور سماجی خیرسگالی کے لئے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا بلکہ دوسری ریاستی حکومتوں کو بھی یہ سبق لینا چاہئے کہ اگر کوئی حکومت عوامی فلاح وبہبود کے لئے کام کرتی ہے تو عوام اسے قبولیت ضرور بخشتی ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت دہلی میں عام آدمی پارٹی کی تاریخی جیت ہے۔کیجریوال نے بجلی، پانی اور تعلیم کے شعبے میں متوسط طبقے کے لئے جو سہولیات فراہم کی اسی کا نتیجہ ہے کہ دہلی میں مرکزی حکومت کو مات دے کر کیجریوال تیسری بار وزیر اعلیٰ بن گئے۔واضح ہو کہ ایک طرف عام آدمی پارٹی کی قیادت تھی تو دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے کے تمام افراد اس انتخاب کو کسی قیمت پر جیتنا چاہ رہے تھے۔ملک کے وزیر داخلہ امیت شاہ اور وزیر اعظم نریندر مودوی نے اس انتخاب کو اپنی ناک کا سوال بنالیا تھا اور ان کی پارٹی کے تین سو سے زائد ممبر پارلیامنٹ اور ان کی طلباء تنظیموں کے لاکھوں فعال ممبران دہلی میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔یہ اچھی بات ہے کہ کسی بھی سیاسی جماعت کو ہر انتخاب کو سنجیدگی سے لینا چاہئے لیکن اس تلخ سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم نے ایک ریاستی انتخاب میں کامیابی کے لئے ملک کی تہذیبی شناخت کو داؤ پہ لگا دیئے اور آئین کی روح کو مجروح کردیئے۔جس طرح ایک خاص فرقے کو گالیوں کے ساتھ مخاطب کیا گیا اور غدار کہہ کر گولی مارنے کی کھلی چھوٹ دی گئی کہ شاہین باغ میں گولی چلانے والے کے سامنے دہلی پولیس تماشائی بنی رہی۔

بہر کیف! اب نتیجہ آچکا ہے اور دہلی کے رائے دہندگان نے ملک کو ایک نئی راہ دکھائی ہے کہ آج بھی ہندوستانی تکثیریت کے پاسدار موجود ہیں اور وہ کسی بھی مذہبی منافرت کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔البتہ یہ لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ دہلی میں بھارتیہ جنتا پارٹی کا ووٹ فیصد بڑھا ہے اس سے ایک اشارہ ضرور ملتا ہے کہ مذہبی منافرت کی بنیاد پر بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنے کیڈر کو مستحکم ضرور کیا ہے۔کانگریس کی شکستِ فاش نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اب ملک میں جہاں کہیں بھی سیاسی جنگ ہوگی وہاں سیدھا مقابلہ ہوگا۔دہلی کے بعد مغربی بنگال اور بہار میں انتخاب ہونا ہے۔اب یہاں یہ طے کرنا ہے کہ حزبِ اختلاف کی پارٹیاں اپنا کون سا سیاسی لائحہ عمل تیار کرتی ہیں کیوں کہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ جہاں کہیں بھی حزبِ اختلاف کے ووٹوں میں انتشار ہوتا ہے وہیں بھارتیہ جنتا پارٹی کامیاب ہوپاتی ہے۔(بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ بھی ضروری

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

CAA قانون کے خلاف اس وقت پورا ملک سراپا احتجاج بنا ہوا ہے؛ لیکن حکومت سمجھتی ہے کہ اپنی ضد پر اڑا رہنا، رعایا کے جذبات کو کچل دینا اور آنکھ کان بند کر کے حکومت کرنا کمال کی بات ہے؛اس لئے وہ ذرہ برابر بھی اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہیں ہے، اسے یہ بات جان لینی چاہئے کہ بدترین حکومت وہ ہے، جو رعایا کی بات سننے پر آمادہ نہ ہو اور جس کو طاقت کا نشہ اتنا بدمست کردے کہ مظلوموں کی آہیں اس کے کانوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آجائیں، اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ظلم وجبر ایک غیر فطری چیز ہے اور اس کو آج یا کل ان شاء اللہ ختم ہو کر رہنا ہے،اس سلسلہ میں یونیورسیٹیوں کے طلبہ، سیکولر دانشور حضرات، ملک کے ریٹائرڈ قابل افسران اور میڈیا کے وہ لوگ جن کے ضمیر میں ابھی زندگی کی رمق باقی ہے، قابل تحسین بھی ہیں اور شکریہ کے مستحق بھی کہ وہ پوری جرأت اور حوصلہ کے ساتھ انصاف کی یہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔اسی پسِ منظر میں برادران اسلام سے عرض ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے دو نظام کارفرما ہیں، ایک: نظام اسباب، دوسرے: نظامِ غیب، نظام اسباب یہ ہے کہ ظاہری اسباب کے واسطہ سے نتائج ظاہر ہوں، یہ ایک واضح حقیقت ہے، جس کو ہم روز وشب سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اگر کوئی شخص آگ کے شعلہ کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کا ہاتھ جلے گا،اور تیرنے سے واقف نہ ہو پھر بھی گہرے دریا میں کود جائے تو یقیناً ڈوب جائے گا، یہ اسباب کا نظام ہے جو پوری کائنات میں کارفرما ہے،اور دنیا میں ہمارے سارے کام اسی ذریعہ سے انجام پاتے ہیں۔نظامِ غیب کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے حاصل ہونے کا جو فطری ذریعہ ہوتا ہے، اس کے بغیر وہ چیز حاصل ہوجائے، یا جو چیز جس بات کا سبب بنتی ہو، اس کا وہ نتیجہ ظاہر نہ ہو پائے، جیسے: آگ میں انسان جل جاتا ہے؛ لیکن اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ بحر قلزم میں اتر گئے؛ لیکن سمندر انہیں ڈبو نہیں سکا، انسان اس دنیا میں باپ اور ماں کے واسطہ سے پیدا ہوتا ہے؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ماں کے ذریعہ پیدا کئے گئے، یہ اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام ہے، آخرت کا تو پورا نظم ونسق اسی نظام کے تحت رہے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی وقتاً فوقتاً انسان کو اس نظام کی جھلک دکھائی جاتی ہے۔اس لئے جیسے حکومت کے ظالمانہ رویہ سے مقابلہ کے لئے سیاسی اور عوامی جدوجہد کی جارہی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے رجوع کا بھی اہتمام کرنا چاہئے ، یہ اپنی مہم میں کامیابی حاصل کرنے کا غیبی نظام ہے، قرآن مجید میں مؤمنوں کے لئے آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنانے کا حکم دیا گیا ہے،اور ان کی شان بتائی گئی ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: "ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے "**اذا أصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون** (البقرہ:۱۵۶) یعنی مؤمن کی شان یہی ہے کہ خوشی کا موقع ہو یا تکلیف کی گھڑی، ہر حال میں وہ خدا کو یاد رکھے اور اسی سے رجوع کرے۔اللہ سے رجوع کرنے کی صورت اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنا ہے، یہ مؤمن کا ہتھیار ہے، اور اس سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف دعاء ہی ایسی چیز ہے، جس سے تقدیر کا فیصلہ بدلتا ہے: **لا يرد القضاء الا الدعاء** (ترمذی عن سلمان الفارسی، حدیث نمبر:۲۱۳۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بندہ جب بھی دعاء کرتا ہے تو یا تو جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہی عطا فرما دیتے ہیں یا اسی کے مثل کوئی اور مفید چیز عنایت کرتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے: ما أحد یدعو بدعاء الا أعطاہ اللہ ماسأل الخ (مسند احمد عن جابر، حدیث نمبر:۱۴۸۷۹) سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعاء سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے، اور بندہ کو اللہ کا ساتھ مل جائے ، اس سے اہم بات اور کیا ہوسکتی ہے؛ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے، میں اسی کے مطابق اس کے ساتھ عمل کرتا ہوں، اور جب وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں: **أنا عند ظن عبدی بی و أنا معهاذا دعانی** (مسلم عن أبی هریرۃ حدیث نمبر:۶۷۵۲)

خاص کر ظالموں کے ظلم سے چھٹکارے کے لئے دعاء کی بڑی اہمیت ہے، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں نبوت سے نوازے گئے ، وہاں ان پر بڑے مظالم ہوئے ، انھوں نے عراق سے شام کی طرف ہجرت فرمائی، انہیں مصر سے گزرنا تھا، مصر کا بادشاہ بڑا ظالم وجابر تھا، کوئی شخص اگر اپنی بیوی کے ساتھ گزرتا اور وہ خوبصورت ہوتی تو بادشاہ زبردستی اس کو لے لیتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہؓ بھی ہمسفر تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن وجمال سے بھی نوازا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے خطرہ تھا کہ وہ حضرت سارہ کو گرفتار کر لے گا؛ اس لئے انھوں نے حضرت سارہ سے فرمایا: اگر بادشاہ تم سے پوچھے کہ مجھ سے کیا رشتہ ہے؟ تو تم اپنے آپ کو میری بہن بتانا؛ کیوں کہ اس وقت دنیا میں ہم ہی دو مسلمان ہیں، اس رشتہ سے ہم بھائی بہن ہوئے ، یہ بات اس لئے فرمائی کہ بادشاہ صرف گزرنے والوں کی بیوی کو اپنے تصرف میں لیا کرتا تھا نہ کہ بہن کو؛ مگر آخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا، اہل ایمان کے اس مختصر قافلہ کو دیکھ کر اس کی نیت خراب ہوگئی، اور یہ بتانے کے باوجود کہ وہ بیوی نہیں ہیں، بہن ہیں، اس نے حضرت سارہ کو گرفتار کرلیا، پھر جب اس نے حضرت سارہؓ کے پاس آنا چاہا تو انھوں نے وضوء کیا، نماز میں مشغول ہوگئیں اور دعاء کی: اے اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے شوہر کے سوا میں نے ہر ایک سے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا ہے؛ لہٰذا مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ فرمایئے، دعاء کرنا تھا کہ وہ ظالم بے ہوش ہوگیا اور پاؤں پٹخنے لگا، حضرت سارہؓ پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوئیں کہ اگر یہ مرگیا تو کہا جائے گا: میں نے ہی اسے مار دیا ہے؛ اس لئے اسے ہوش عطا کردیجئے ، وہ ہوش میں آگیا، اس طرح تین یا چار بار حضرت سارہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی، ہر بار حضرت سارہ نے دعاء کی اور وہ اسی کیفیت میں مبتلا ہوا۔(بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

بچوں کو سدھارنے کے لیے پٹائی ہی لازمی نہیں ہے

رپورٹ ہندوستان ٹائمز ترجمہ: سید محمد عادل فریدی

بچوں کی تنبیہ اوران کے اندرڈسپلن پیدا کرنے کے لیے جسمانی سزا دینے کا طریقہ صدیوں پرانا ہے،لیکن اس ماڈرن دورمیں جہاں سکھانے کے لیے نئے نئے طریقے ایجاد ہورہے ہیں وہیں طلبہ کو سدھارنے اوران کی تربیت کے بھی نئے نئےطریقے وجود میں آرہے ہیں،اس لیےاب جسمانی سزا کے قدیم طریقے کو بہترنہیں سمجھا جارہاہے۔ بلکہ اس کے بجائے نئ نئ ترکیبیں استعمال کی جارہی ہیں۔لیکن ہندوستان میں ابھی بھی بہت سی جگھوں پرتربیت کےاسی قدیم نسخے پرعمل ہورہاہے،پیش ہےاس سلسلہ میں ایک رپورٹ۔

ایک خبرآئی تھی کہ اتر پردیش کےسون بھدرضلع کے الیکٹری سٹی بورڈ جونیر ہائی اسکول فارگرلس انپارا کی پرنسپل نے کلاس VIII کی ۱۵لڑکیوں کومرغا بننے کی (بچوں کوسزادینے کا ایک روایتی طریقہ) سزادی اوران کو بغیر اسکرٹ کےمیدان کا چکرلگانے پرمجبور کیا۔ یہ معاملہ اس وقت روشنی میں آیاجب ان بچیوں کے والدین نے اسکول کے احاطہ میں ہنگامہ کیا، جب معاملہ زیادہ بڑھاتو اسکول کی پرنسپل مینا سنگھ کو معطل کردیا گیا۔ مدھیہ پردیش کے راج گڑھ میں ایک پرائیویٹ اسکول میں ایک ایل کے جی کے بچے کا معاملہ بھی سامنے آیاتھا،اس نے گذشتہ مہینے اپنی چڈی میں پیشاب کردیا تھا، کیوں کہ اس کو اسکول انتظامیہ کی طرف سے مسلسل چار گھنٹے بغیرشارٹس (فل پینٹ) کے کھڑے رہنے کی سزادی گئی تھی،اس واقعہ سے صدمے میں آیاوہ بچہ دودنوں تک گھر میں کسی کوئی بات نہیں کرسکا۔اگرچہ رائٹ ٹو چلڈرن ٹوفری اینڈکمپلسری ایجوکیشن ایکٹ ۲۰۰۹ (بچوں کومفت اورلازمی تعلیم دینے کاحق قانون ۲۰۰۹) کے دفعہ (1)17 میں بچوں کوجسمانی اور ذہنی سزادینے سے منع کیا گیا ہےاوراس کو دفعہ (2)17 میں قابل سزا جرم قرار دیا گیاہے،اس کے باوجودہمارےاسکولوں میں اساتذہ کی اکثریت ابھی بھی پرانی روش پرقائم ہےاور پرانی کہاوت پریقین رکھتے ہیں کہ اگرچھڑی چھوٹ گئی تو بچہ برباد ہوجائے گا۔

ماہرین تعلیم کے مطابق معلومات تربیت اور بیداری کی کمی کی وجہ سے اساتذہ تدریس کے جدید طریقوں کو استعمال نہیں کرتے ہیں اورانہیں روایتی ''مارمارکر پڑھانے'' کے طریقوں کواستعمال کرتے ہیں، بسااوقات اس کی وجہ سے بچوں کوجسمانی اور ذہنی اذیت میں مبتلا ہونا پڑتا ہے، بلکہ بعض واقعات تو بچوں کی موت کے بھی سامنےآئے ہیں۔

رائٹ ٹوایجوکیشن قانون آنے سے پہلے بھی بچوں کوجسمانی سزادینا قابل سزاجرم تھا۔۲۰۰۱ء میں دہلی ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں کہاتھا کہ جسمانی سزا طالب علم کے وقار کومجروح کردیتی ہے۔بچوں کے والدین کے ایک فورم نے جسمانی سزا کے خلاف کورٹ میں مقدمہ کیا تھا،جس میں ڈویژن بنچ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ ڈسپلن کے نام پر بچوں کوجسمانی سزادیناظلم ہے۔

اسپرنگ ڈیل اسکول پوسا روڈ کی پرنسپل امیتاملّا واٹل کہتی ہیں کہ دہلی میں جسمانی سزا کے واقعات کم ہیں اورزیادہ ترسرکاری اسکولوں کے ہیں، پرائیویٹ اسکول برابراساتذہ کوہدایات دیتے رہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں احتیاط برتیں، پرائیویٹ اسکولوں میں جسمانی سزا کےموضوع پرسیمنار اور مباحثے بھی ہوتے رہتے ہیں،اوراس بات پرزوردیا جاتاہے کہ تشدد کی زبان استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بجائے شرارتی بچوں کوکاؤنسلنگ اوردوسرے جدید طریقوں سےڈسپلن سکھایا جاسکتا ہے۔

سی بی ایس ای کا مینڈیٹ:

سنٹرل بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن (CBSE) جس سے پورے ملک میں 18000 سے زیادہ اسکول ملحق ہیں،اپنے ملحقہ تمام اسکولوں کو برابرہدایات اورمشورے دیتارہتا ہے کہ وہ اپنے اساتذہ اورملازمین کوبچوں کو جسمانی سزادینے کے معاملہ میں احتیاط برتنے کوکہیں۔اسکولوں کوبھیجے جانے والےخطوط میں اس بات پرزور دیا جاتا ہے کہ رائٹ ٹوایجوکیشن ایکٹ میں اس کے خلاف بہت سخت ضابطہ بناہواہے۔رائٹ ٹوایجوکیشن ایکٹ ۲۰۰۹ جوکہ ایک سال بعدعمل میں آیاتھااس میں وضاحت کی گئی ہے کہ بچوں کوجسمانی اور ذہنی سزادیناغیرقانونی اورقابل سزاجرم ہے۔سی بی ایس ای نے اسکولوں کوبھیجے گئےاپنے خطوط میں ایکٹ کا حوالہ دیتےہوئےلکھاہے کہ اس طرح کی سزاؤں کانشانہ بننے کی وجہ سےبچوں کے ذہن پراس کامنفی اثرپڑتا ہے۔

چونکہ اکثراسکول ریاستی حکومتوں کی نگرانی میں ہوتے ہیں،اس لیے مرکزی وزارت برائےفروغ انسانی وسائل کے پاس جسمانی سزا کےواقعات کابراہ راست ڈاٹاموجودنہیں ہوتاہے۔تاہم سی بی ایس کے پاس اس کے آزاد ملحقہ اسکولوں میں ہونے والے جسمانی سزا کے واقعات کی چھٹ پٹ شکایتیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔مثال کےطور پرسی بی ایس کو۲۰۱۵ءمیں اس طرح کی دس شکاتیں موصول ہوئی تھیں،اس میں سے چارشکایتیں مدھیہ پردیش کی تھیں، اورایک ایک شکایت آسام، راجستھان، ہریانہ، جموں اینڈکشمیر، دہلی اورچھتیس گڑھ کی تھی۔ ۲۰۱۶ءمیں اس طرح کی سات شکایتیں سی بی ایس ای کوموصول ہوئی ہیں،جن میں سےدوشکاتیں مدھیہ پردیش کی اورایک ایک شکایت بہار،اترپردیش،چھتیس گڑھ،تمل ناڈواوردہلی کی ہے۔سی بی ایس ای نے ان شکایتوں کےسلسلہ میں متعلقہ اسکول مینجمنٹ کمیٹی سے رابطہ کیاہےاوران کومناسب اقدام کرنے کی ہدایت دی ہے۔

سی بی ایس ای کا ایفی لی ایشن بائی لاز میں اسکول کی مینجمنٹ کمیٹی کو یہ اختیاردیا گیاہے کہ اگرکسی ملازم کے خلاف کسی طالب علم پریااسکول کے دیگر ملازم پرظلم کرنے کا الزام لگتاہےتووہ اس کومعطل کرسکتے ہیں۔

بیداری کی ضرورت:

مدھیہ پردیش کے معاملہ میں ریاستی کمیشن برائے تحفظ حقوق اطفال کے سابق ممبر وبھانشو جوشی نے اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ سےسفارش کی ہے کہ اسکولوں میں اویرنیس (بیداری) پروگرام کرایا جائے اورجسمانی سزا کا مفہوم سمجھایا جائے۔انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ ہراسکول میں ایک شکایت بکس لگایا جائے،انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ ریاستی کمیشن برائے تحفظ حقوق اطفال کا موبائیل نمبر،پتہ اوررابطہ کےنمبرکوعام کیا جائے۔ریاستوں کو بھی چاہئے کہ اپنی سطح پراقدام کریں اوراس بات کویقینی بنائیں کہ ایسے واقعات دوہرائے نہ جاسکیں۔

مثال کےطور پرجھارکھنڈ میں پرائیویٹ اسکولوں نے جسمانی سزا کی شکایتوں کےازالے کے لیےایک ٹیم تشکیل دی ہے۔کولکاتا میں ایک طالب علم کی خودکشی کے واقعہ کے بعداسکولوں نے اساتذہ کوہدایات جاری کیا ہے کہ کس طرح سے وہ طلبہ کوڈسپلن میں رکھ سکتے ہیں۔ بینودانی گرلس ہائی اسکول کے ایک ٹیچرآرمنڈل کہتے ہیں کہ ''جہاں تک طلبہ کوڈسپلن میں رکھنے کاسوال ہےتو ہماری حدمتعین ہے ہم طلبہ کوزبانی تنبیہ کرسکتے ہیں،ان کے گارجین کو بلاکران کی رپورٹ دے سکتے ہیں اورزیادہ سنگین معاملوں میں متعینہ مدت تک کے لیےان کو کلاس سےمعطل کرسکتے ہیں۔'' آندھراپردیش اورتیلنگانہ میں کئی اسکولوں کےاستاذہ کے بارے میں شکاتیں ملی ہیں کہ انہوں نے آرٹی ای کے ضابطوں کی خلاف ورزی کی ہے۔

اس طرح کی سزاؤں کے واقعات میں ۸رجنوری ۲۰۱۸ءکو وارنگل کے امین پیٹ کے ایک پانچ سالہ طالب علم کی ہوم ورک نہ کرنے پراس کے ٹیچر نے اتنی پٹائی کی اس کے ہاتھ، پیراور پیٹھ بری طرح زخمی ہوگئے۔حقوق اطفال کے ایک سرگرم کارکن وینکٹ ریڈی کہتے ہیں کہ بہت سارے اسکولوں میں جسمانی سزاؤں کے واقعات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔انہوں نے بتایا''ہمیں طلبہ کے گارجین سے بہت سی شکایتیں ملی ہیں اورہم نے کئی بار اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمینٹ کےافسران سے بات کی مگر چندسنگین واقعات کوچھوڑکربہ مشکل ہی کارروائی ہوپاتی ہے''اوکرتج انسٹی ٹیوشنس حیدرآباد کی ایک افسرشیبا مینائی کہتی ہیں کہ ''اساتذہ سے کہاجاتا ہے کہ طلبہ کی پٹائی نہ کریں بلکہ ان کو تنبیہ کرنے کے دوسرے طریقے استعمال کریں،مثلاً کلاس میں ان کواضافی ذمہ داری دےدیں ،ان کاہوم ورک زیادہ کردیں،ان کو کاؤنسلنگ سنٹر بھیج دیں یاان کوکھیلوں میں شریک کرکے ڈسپلن سکھائیں۔

شرارتی بچوں کی تنبیہ:

ممبئ کے اسکولوں میں شرارتی بچوں کی تنبیہ کے لیے زیادہ بہترطریقے اپنائے جاتے ہیں۔انودائی والڈروف اسکول اندھیری،ممبئ کی ٹرسٹی بندوچودھری کہتی ہیں''اگرہم کولگتاہے کہ کوئی طالب علم زیادہ شرارتی ہے یااس کا مزاج زیادہ جارحانہ ہےتواساتذہ کلاس میں تمام بچوں کو اس رویہ سے چھٹکارہ پانے کی کہانیاں سناتے ہیں، طالب علم کہانی کے کردار سے اپنے آپ کوجوڑلیتاہےاوراس سےاس کواپنے رویےکوسدھارنے میں مددملتی ہے اوراس سے وہ اپنے دوستوں کےسامنےشرمندہ ہونے سے بھی بچ جاتا ہے''

مثال کے طور پر جمنابائی نرسی اسکول جوہومیں شرارتی بچوں کوسبق سکھانے کے لیےان کو کمیونٹی سروس (عوامی خدمت) کے لیے متعین کردیا جاتا ہے۔اسکول کی پرنسپل زینت بھوجھوئے کہتی ہیں کہ''ہم ان سے کہتے ہیں کہ پوری کلاس کی نگرانی کرویا کینٹین کی صفائی کرویاچپ چاپ لائبریری میں بیٹھواور پڑھائی کرو''۔

کچھ اسکول روایاتی جسمانی سزا کے طریقوں کوچھوڑکرزبانی تنبیہ اوردیگر جدید طریقوں کواپنارہے ہیں۔ہم اس کو مثبت یا بہتراقدام کہہ سکتے ہیں۔شرارت کاالزام صرف بچے پرنہیں دیا جاسکتا وہ ایسا گھریلوتناؤ کی وجہ سے بھی کرسکتا ہے۔ہمیں اس کی شرارت کرنے یاغلط رویہ اپنانے کی وجہ کوبھی جاننا ہوگااوراس کی جڑ کوختم کرنا ہوگا۔

کچھ اسکول بچوں کوڈسپلن سکھانے کے لیےان کوایسی سرگرمیوں میں بھی ملوث کرتے ہیں جس کووہ عام طور پرکرنا پسندنہیں کرتے۔اس سےان کواپنی شرارت چھوڑنے پرمجبور ہونا پڑتا ہے۔

طلبہ کوڈسپلن سکھانے کے لیے کیا کرنا چاہئے:

☆این سی پی سی آر کے ہدایت نامہ کے مطابق اگرکسی طالب علم کے بارے میں شرارت کی شکایت ملے یا یہ خبر ملے کہ وہ کلاس میں دوسرے بچوں کوستارہاہے، جھوٹ بول رہاہے، چوری کررہاہے، دوسروں کوتکلیف یاچوٹ پہونچارہاہے وغیرہ وغیرہ،توایسی صورت میں اسکول کوایک واضح ضابطہ اساتذہ کے لیے بنانا چاہئے اوران کو بتانا چاہئے کہ وہ ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لیے اسکول کے کاؤنسلر سے رابطہ کریں، یا اسکول اتھارٹی سے شکایت کریں یاطلبہ کے گارجین کو بلاکران کواس کے بارے میں بتائیں۔

(۱) اگراس طرح سے بچہ سدھرجاتا ہےتو ٹھیک ہے ورنہ اس کوکسی ماہرنفسیات یاکسی کاؤنسلر کی نگرانی میں دے دیں۔

(۲) چائلڈ کاؤنسلر یاماہرنفسیات اپنے رویہ کوسدھارنے اورسیلف ڈسپلن سیکھنے میں بچے کی مدد کرسکتا ہے۔

(۳) اسکول کے کاؤنسلرکوبھی ایسا ہنرسیکھنا چاہئے کہ بچوں کوان پراعتماد ہوسکے۔اس کو بچے سےلگاتار رابطے میں رہنا چاہئے ،اسکے گارجین اوراساتذہ سے بھی رابطہ کرکے بچے کی دشواریوں کوسجھنا چاہئے۔

(۴) بچے کوکاؤنسلر یاماہرنفسیات کے پاس بھیجنے سے پہلےاس کے گارجین کوبھی اعتماد میں لینا چاہئے۔

(۵) اسکول کاؤنسلرکواس بات کی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ مختلف کلاسوں میں وقتاًفوقتاً طلبہ کا ورک شاپ منعقد کرے،جس میں بچے کے اساتذہ اورگارجین شریک نہ ہوں۔تاکہ وہ کھل کراپنے مسائل اوردشواریوں کوکاؤنسلر کےسامنے رکھ سکیں۔

(۶) ہاؤس کاؤنسلر کے علاوہ طلبہ اوران کے والدین کواس بات کی آزادی ہونی چاہئے کہ وہ مشہور ومعروف کاؤنسلرز، ماہرین نفسیات اور ہیلتھ پروفیشنلز سے رابطہ کرسکیں۔ اسکول کوبھی چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً مشہور و معروف ماہرین صحت اورماہرین نفسیات کی خدمات حاصل کرےاوران کے ساتھ اسکول کے طلبہ وہ اساتذہ کا ورک شاپ منعقد کیا جائے۔

آرٹی ای ایکٹ ۲۰۰۹

آرٹی ای ایکٹ ۲۰۰۹ء کی دفعہ (1)17 کے مطابق جسمانی سزا اور ذہنی اذیت دینا منع ہے۔اور دفعہ (2)17 کےمطابق ایسا کرنا قابل سزا جرم ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ٹرمپ کے دورہ ہند سے دونوں ممالک کے تعلقات مضبوط ہوں گے: سندھو

امریکہ میں ہندوستان کے سفیر ترن جیت سنگھ سندھو نے کہا ہے کہ ہندوستان اور امریکہ کے درمیان شراکت داری کا عمل جاری ہے اور امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی اس ماہ کے آخر میں ہونے والے ہندوستان کے دورے سے تمام شعبوں میں دونوں ممالک کی شراکت کو مضبوطی ملے گی۔ مسٹر سندھو نے امریکہ ہند بزنس کونسل اور تجارت کے حامی گروپ کی طرف سے اپنے اعزاز میں منعقدہ پروگرام میں کہا کہ موجودہ وقت میں ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات کے لئے زبردست موقع ہے اور آنے والے دنوں میں دونوں ممالک باہمی شراکت داری کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا، ”ہندوستان اور امریکہ کی شراکت قریبی ہے اور اسے اور مضبوط کرنے کے لئے کام کیا جارہا ہے۔ (یواین آئی)

افغانستان میں اسکول میں دھماکے سے پانچ بچوں کی موت، تین زخمی

افغانستان کے شمالی صوبہ قندوز میں ہونے والے دھماکے میں کم سے پانچ بچوں کی موت ہوگئی اور تین دیگر زخمی ہوگئے۔ ٹولو نیوز چینل نے وزارت داخلہ کے حوالے سے جمعہ کو بتایا کہ دھماکہ جمعرات کو دشت آرچی ضلع میں واقع ایک مذہبی درسگاہ میں ہوا۔ یہ دھماکہ امریکہ کی طرف سے طالبان کے ساتھ بات چیت کو لے کر ایک ہفتے کی جنگ بندی کے اعلان کے دن ہوا۔ (یواین آئی)

چین نے ۳۳/ممالک اور ۴/بین الاقوامی تنظیموں کا شکریہ ادا کیا

چین نے جان لیوا کرونا وائرس سے نمٹنے کے لئے ضروری طبی مدد فراہم کرنے کے لئے ۳۰/سے زائد ممالک اور چار بین الاقوامی تنظیموں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان گینگ شوانگ نے جمعہ کے روز کہا، ۱۴/فروری تک ۳۳/ممالک کی حکومتوں اور چار بین الاقوامی تنظیموں نے چین کو میڈیکل سپلائی کی شکل میں امداد فراہم کرائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چین نے کرونا وائرس کو پھیلنے سے روکنے کے لئے خود ہی زیادہ تر کوششیں کی ہیں اور بین الاقوامی برادری کی جانب سے دی گئی مدد کے لئے چین شکر گزار ہے

نیتن یاہو نے دمشق پر ہونے والے ہوائی حملے کے علم سے انکار کیا

اسرائیل کے وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو نے جمعہ کو کہا کہ انہیں اسرائیلی کنٹرول والے علاقے سے شام کے دارالحکومت دمشق میں رات میں کئے گئے فضائی حملے کے بارے کوئی علم نہیں ہے۔ مسٹر نیتن یاہو نے اسرائیل کے حافیہ ریڈیو اسٹیشن کے ساتھ انٹرویو میں کہا، ”میرا اس طرح کے واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس رات کو کیا ہوا تھا“۔ (یواین آئی)

میانمار میں دہشت گردوں کے مورٹار سے ۲۰/طلبہ زخمی

میانمار کے صوبہ رخائن میں مقامی دہشت گرد تنظیم اراکان آرمی کی جانب سے داغے گئے مورٹار کے پرائمری اسکول میں گرنے سے ۲۰/طلبہ زخمی ہوگئے ہیں۔ ڈیفنس سروس کے کمانڈران چیف نے جمعرات کو جاری ایک پریس ریلیز میں کہا کہ ارکان آرمی کے دہشت گردوں نے بتھیڈونگ بستی میں میانمار کے فوجی جوانوں کو نشانہ بنانے کے مقصد سے اس مورٹار داغا تھا، سکیورٹی فورسز نے بھی جوابی کارروائی کی اور اس کے بعد یہ دہشت گرد وہاں سے واپس چلے گئے تھے۔ (یواین آئی)

امریکہ اور طالبان میں سمجھوتا

امریکہ اور طالبان کے درمیان ایک سمجھوتا طے پایا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ طالبان ایک ہفتے تک تشدد کی کارروائیوں میں کمی لائیں گے جس کے بعد افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کی راہ ہموار ہوگی۔ یہ بات جمعے کو امریکی انتظامیہ کے ایک اعلیٰ اہلکار نے بتائی۔ اہلکار نے خبردار کیا کہ معاہدہ جاری رکھنے کے لیے لازم ہوگا کہ طالبان اپنی یقین دہانی کی پاسداری کریں۔ اس اعلان سے پہلے قطر میں امریکہ اور طالبان کے درمیان طویل عرصے سے مذاکرات جاری تھے۔ سمجھوتے کے نتیجے میں امکان ہے کہ افغانستان میں موجود امریکی فوج کی خاصی تعداد میں وطن واپسی کی راہ ہموار ہوگی۔ اس سے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کو ملک میں سیاسی فائدہ ہوسکتا ہے جنھوں نے اپنی صدارتی مہم کے دوران ”لامتناہی جنگیں“ ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ اگلے نومبر میں دوبارہ انتخاب لڑرہے ہیں۔ جمعہ کو میونخ میں ہونے والی سیکورٹی کانفرنس کے دوران امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو اور وزیر دفاع مارک ایسپر کی افغان صدر اشرف غنی سے ملاقات ہوئی، جس میں معاہدہ کے تعلق سے گفتگو کی گئی۔ خیال رہے افغانستان میں اس وقت تقریباً ۱۳۰۰۰/امریکی فوجیوں کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں دیگر نیٹو اہلکار تعینات ہیں۔ ایک مغربی سفارت کار نے سال کے اوائل میں خبر ایجنسی رائٹرز کو بتایا تھا کہ امریکہ اپنی فوج کی تعداد کو تقریباً ۹۰۰۰/تک لانے کا خواہاں ہے۔ اگر سات دنوں تک تشدد کی کارروائیوں میں کمی رہی تو امریکہ اور طالبان کے مذاکرات اگلے مرحلے میں داخل ہوجائیں گے، جسے بین الافغان مکالمے کا نام دیا گیا ہے۔ (وائس آف امریکہ)

نائیجیریا: دہشت گردانہ حملہ میں ۲۱/افراد ہلاک

مغربی افریقی ملک نائیجیریا میں دہشت گردوں نے ایک گاؤں پر حملہ کرکے 21 افراد کو ہلاک کردیا۔ مقامی میڈیا نے جمعرات کو پولیس کے ترجمان محمد جالیجے کے حوالہ سے ایک رپورٹ میں یہ اطلاع دی۔ رپورٹ کے مطابق یہ حملہ منگل کو صوبہ کڈونا میں دھندلا ضلع کے بکالی گاؤں میں ہوا۔ (یواین آئی)

بزنس روزگار و کیریئر

پروموشن میں ریزرویشن بنیادی حق نہیں، : سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں پرموشن کے لئے کوٹہ یا بکنگ کا مطالبہ کرنا بنیادی حق نہیں ہے۔ جسٹس ایل ناگیشور راؤ اور جسٹس ہیمنت گپتا کے بنچ نے کہا کہ سرکاری سروس میں کچھ کمیونٹی کو بقدرِ ضرورت نمائندگی نہ دیئے جانے کے اعداد وشمار سامنے لائے بغیر ریاستی حکومتوں کو ایسی تجاویز پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ریاستی حکومت کی صوابدید پر منحصر ہے کہ انہیں پرموشن میں ریزرویشن دینا ہے یا نہیں؟ کورٹ نے اتراکھنڈ سرکار کی اپیل پر یہ فیصلہ سنایا۔ عدالت نے کہا کہ آرٹیکل 16(4) اور 416)-(A ریزرویشن لاگو کرنے کی تجویز ضرور دیتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ریاستی حکومت یہ تسلیم کرتی ہو کہ سرکاری سروس میں کچھ کمیونٹی کی کافی نمائندگی نہیں ہے۔ بنچ نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ریاستی حکومت ریزرویشن دینے کے لیے مصروف عمل نہیں ہے، لیکن کسی شخص کی طرف سے اس کو لے کر دعویٰ کرنا بنیادی حقوق کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کورٹ ریاستی حکومت کو کوئی حکم جاری کرسکتا ہے۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے اتراکھنڈ ہائی کورٹ کے 2012 میں دیا گیا فیصلہ غیر مؤثر ہوگیا، جس میں خاص کمیونٹی کو کوٹہ فراہم کرنے کے لئے ریاستی حکومت کو حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت سینئر وکیل کپل سبل، کولن گوجالوس اور دشینت ڈیو نے دلیل دی تھی کہ سپریم کورٹ آدی باسی کے لئے آرٹیکل 16(4) اور 416)-(A کے تحت خصوصی سہولت فراہم کرنا ریاستی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اتراکھنڈ ہائی کورٹ نے ریاستی حکومت کو ہدایت دی تھی کہ پروموشن میں ریزرویشن دینے کے تئیں ڈیٹا اکٹھا کرنے کو کہا تھا۔ اس کے ذریعے یہ پتہ لگایا جانا تھا کہ سرکاری ملازمتوں میں ایس سی-ایس ٹی طبقہ کی نمائندگی ہے یا نہیں، تاکہ پرموشن میں ریزرویشن دیا جاسکے۔ اس فیصلے کو ریاستی حکومت نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا۔ (بصیرت آن لائن ۹/فروری)

معیشت کو دوہرا جھٹکا: مہنگائی چھ سال کی اعلیٰ سطح پر، فیکٹریوں کی پیداوار کم

گزشتہ چند ہفتوں میں آئے اقتصادی اعداد وشمار سے ایسا لگ رہا تھا کہ اب معیشت سست روی سے نکل رہی ہے، لیکن مہنگائی اور صنعتی پیداوار کے اعداد وشمار سے ایک بار پھر حکومت کی فکر بڑھ گئی ہے۔ کھانے پینے کا سامان مہنگا ہونے سے جنوری میں خوردہ مہنگائی بڑھ 7.59 فیصد تک پہنچ گئی۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق صارفین کی قیمت بنیاد خوردہ افراط زر دسمبر 2019 میں 7.35 فیصد رہی تھی۔ وہیں، گزشتہ سال جنوری مہینے میں 1.97 فیصد رہی تھی۔ جنوری 2019 میں مہنگائی کی شرح 2.05 فیصد رہی تھی۔ جنوری میں مہنگائی کی شرح ریزرو بینک (آر بی آئی) کے 4 فیصد کے ہدف سے کافی اوپر رہی ہے۔ وہیں، دسمبر میں صنعتوں کی رفتار میں بھی کمی درج کی گئی ہے۔ صنعتی پیداوار کی ترقی کی شرح دسمبر میں 0.3 فیصد گھٹ کر 2.5 فیصد رہی۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر کی پیداوار میں کمی سے یہ کمی آئی ہے۔ بجلی کی پیداوار گھٹ کر 0.1 فیصد رہی، جبکہ دسمبر 2018 میں اس میں 4.5 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ کان کنی کے شعبے کی پیداوار میں 5.4 فیصد اضافہ ریکارڈ، جبکہ اس میں پہلے 1 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ رواں مالی سال کے اپریل دسمبر کی مدت میں شرح نمو کم ہوکر 0.5 فیصد رہا، جو مالی سال 2018-19 کی مدت میں 4.7 فیصد تھا۔ جاری اعداد وشمار کے مطابق، خوراک افراط زر گھٹ کر 13.63 فیصد رہی، جو دسمبر 2019 میں 14.14 فیصد رہی تھی۔ (بصیرت آن لائن ۱۲/فروری)

رسوئی گیس سلنڈر کی قیمت میں تقریباً 150 روپے کا اضافہ

انڈین آئل کارپوریشن کی ویب سائٹ کے مطابق دہلی میں اب 14 کلو والا رسوئی گیس سلنڈر 858.50 روپے میں ملے گا۔ دہلی میں اضافہ 144.50 روپے کا ہوا ہے۔ مہنگائی دن بہ دن بڑھتی ہی جارہی ہے اور اس سے عوام بے حال ہے۔ ہندوستانی عوام کے لیے بری خبر یہ ہے کہ 12 فروری سے رسوئی گیس سلنڈر کی قیمت میں تقریباً 150 روپے کا اضافہ ہوگیا ہے اور یہ فیصلہ ملک کی سب سے بڑی آئل مارکیٹنگ کمپنی 'انڈین' نے کیا ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن (آئی او سی) کی ویب سائٹ پر جاری قیمتوں کے مطابق بغیر سبسیڈی والے رسوئی گیس سلنڈر کی قیمت میں تقریباً 150 روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ سبھی میٹرو پولیٹن سٹی میں بغیر سبسیڈی والے 14 کلو کے رسوئی گیس سلنڈر کی قیمت میں 144.50 روپے سے لے کر 149 روپے تک کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ (قومی آواز ۱۲/فروری)

چارا گھپلہ: سی بی آئی کی عرضی پر لالو یادو کو سپریم کورٹ کا نوٹس

سپریم کورٹ نے چارا گھپلہ معاملے میں سزا کاٹ رہے راشٹریہ جنتا دل کے صدر لالو یادو کی ضمانت کے خلاف دائر سی بی آئی کی عرضی پر سابق وزیراعلی کو جمعہ کو نوٹس جاری کیا۔ چیف جسٹس شرد اروند بوبڈے، جسٹس بی آر گووئی اور جسٹس سوریہ کانت کی بنچ نے مسٹر یادو کو نوٹس جاری کرکے جواب طلب کیا ہے۔ دراصل جھارکھنڈ ہائی کورٹ نے دیوگھر ٹریزری معاملے میں سزا کی نصف مدت گذر جانے کو بنیاد بنا کر ضمانت دے دی تھی اور سزا کو معطل کردیا تھا۔ سی بی آئی نے ہائی کورٹ کے اسی فیصلے کے خلاف عدالت عظمی میں عرضی داخل کی ہے۔ (یواین آئی)

بہار پولیس کانسٹیبل بحالی امتحان کا ایڈمٹ کارڈ ۲۰/فروری کو جاری ہوگا

بہار پولیس کانسٹیبل بحالی امتحان کا نیا شیڈول جاری ہوگیا ہے۔ اب یہ امتحان ۸/مارچ کو منعقد ہوگا، پہلے یہ امتحان ۲۰/جنوری کو ہونے والا تھا جو ملتوی کردیا گیا تھا۔ ایڈمٹ کارڈ ۲۰/فروری کو جاری کیے جائیں گے۔ خیال رہے کہ ۸/مارچ کو ہونے والا امتحان صرف ان لوگوں کے لیے ہے، جن کا امتحان ۲۰/جنوری کو ہونے والا تھا۔ امیدوار اپنا ایڈمٹ کارڈ CSBC کی آفیشیل ویب سائٹ سے ایڈمٹ کارڈ ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہیں۔

طب و سائنس

انگور کے فوائد

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کیلئے مختلف اقسام کے اجناس، سبزیاں، ترکاریاں اور دیگر مختلف النوع خوردنی نعمتیں پیدا کی ہیں وہیں مختلف قسم کے موسمی پھل بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ایسی ہی نعمتوں میں ایک نعمت انگور ہے جو انتہائی نادر لذیذ اور بے مثال قوت بخش پھل ہے اسے صحت و توانائی فراہم کرنے کے لحاظ سے ایک اچھوتا اور پرُکشش پھل تصور کیا جاتا ہے انگور کی تین بنیادی خصوصیات ایسی ہیں کہ سوائے انار کے دوسرے پھلوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

1۔ کثیر الغذا ہے۔2۔ زود ہضم ہے۔3۔ خون صالح کرتا ہے۔ یہ ایک کثیر الغذا پھل ہے اس کے اندر غذائیت اور توانائی کے بھرپور خزانے ہیں۔ دیگر پہاڑی علاقوں میں یہ کثرت سے پایا جاتا ہے اس وجہ سے اتنا مہنگا نہیں ہوتا کہ اسے کھانا عام آدمی کیلئے ناممکن ہو اس لئے اس سے زیادہ سے زیادہ افراد مستفید ہو سکتے ہیں۔ انگور کی بھی کئی اقسام ہیں جو رنگ، حجم اور تاثیر کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے عام طور پر انگور کی تین اقسام زیادہ مشہور اور مقبول ہیں۔ سفید سرخ اور سیاہ انگور کی ان اقسام میں سفید قسم سب سے زیادہ مقبول ہے اور فائدہ مند ہے لیکن اس انگور کو کچا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خام اور کچے انگور میں وہ غذائیت شیرینی اور قوت نہیں ہوتی جو پکے ہوئے انگور میں ہوتی ہے پکا ہوا شیریں انگور قبض کشا ہوتا ہے زیادہ کھانے سے اسہال لاتا ہے اس کے خشک پھل کو کشمش کہتے ہیں موبز منقیٰ بھی ایک قسم کا خشک انگور ہے بعض حکماء کے نزدیک جو خواص تازہ انگور میں پائے جاتے ہیں وہی کشمش اور موبز منقیٰ میں پائے جاتے ہیں اگر تازہ دستیاب نہ ہوں تو کشمش استعمال کی جاسکتی ہے جو بہت حد تک انگور کا نعم البدل ہے۔

انگور کے چند اہم فائدے : 1۔ اس کا رس نہ صرف معدے کی رطوبت کو مزید ہاضم اور مصفی بناتا ہے بلکہ عمل انہضام کے بعد خون میں شامل ہو کر خون کو صحت مند بناتا ہے۔2۔ بدن کو معقول اور پرکشش اور فربہی دینے میں بھی دوا کا کام کرتا ہے۔3۔ بلغمی امراض میں اعتدال کے ساتھ شیریں انگور کا استعمال متعدد فوائد رکھتا ہے۔4۔ انگور کا معتدل استعمال جسم میں فاسد مادوں کے اخراج میں بھی مفید ہے۔5۔ کھانسی زکام وغیرہ کیلئے بھی مفید ہے۔6۔ انگور کا رس دردشقیقہ اور معدے کی بیماریاں تپ دق یا قبض، کھانسی، جسم کی کمزوری، خون کی کمی اور دیگر امراض کیلئے بہت مفید ہے۔ انگور کو پھلوں کی ملکہ اور جنت کا میوہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سردیوں میں ملنے والا ایک عام پھل ہے۔ انگور میں بہت سے مفید غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں جیسے پولی فینا لک انٹی آکسیڈنٹ، وٹامنز اور معدن وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ متوازن غذا کھانے والے بہت سے افراد اپنی اس غذا میں انگور کو ضرور شامل کرتے ہیں خواہ یہ سالم کھائے جائیں یا جوس اور سلاد کے ساتھ لیے جائیں۔

انگور ایک ایسا پھل ہے جسے باغوں کے علاوہ گھروں میں بھی بیلوں پر اگایا جاسکتا ہے۔ انگور بنیادی طور پر یورپ اور بحیرہ روم کے خطے کا پھل ہے لیکن اب دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ انگور کی بنیادی طور پر تین نسلیں ہیں جن میں اول یورپی، دوئم شمالی امریکی اور سوئم فرانسیسی ہائبرڈ قسم ہے۔ انگور میں دیگر معدن جیسے فولاد، کاپر اور مینگنیز بھی بکثرت ہوتا ہے۔ کاپر اور مینگنیز جسم میں خون کی کمی کو دور کرنے میں معاون ہوتے ہیں جبکہ فولاد انگور میں اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جبکہ اس کی کشمش بنائی جاتی ہے۔ اس طرح سو گرام تازہ انگور میں لگ بھگ ایک سو اکیانوے ملی گرام الیکٹرولائٹ پوٹاشیم ہوتی ہے جو صحت کے لیے بہت مفید معدن ہے۔ اس کے علاوہ انگور وٹامن سی، وٹامن اے، وٹامن کے، کیروٹینز اور بی کمپلیکس وٹامنز جیسے پائری ڈوکسنز، رائبوفلاون اور تھائیامن کا بھی بہت اچھا ذریعہ ہیں۔

کشمش

کشمش کو تو ہم سب نے دیکھا ہی ہوگا جو انگور خشک کر کے بنائی جاتی ہے، یہ مزیدار میوہ عام استعمال کیا جاتا ہے مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ اگر اس کا روزاستعمال کیا جائے تو آپ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو ضرور جان لیں۔

قبض سے نجات: فائبر سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ کشمش میں ٹارٹارک ایسڈ بھی شامل ہوتا ہے جو ملکے جلاب جیسا اثر دکھاتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق آدھا اونس کشمش روزانہ کا استعمال کرنے والے افراد کا نظام ہاضمہ دوگنا تیزی سے کام کرتا ہے۔

خون کی کمی دور کرے : شمش آئرن سے بھرپور میوہ ہے، جو خون کی کمی دور کرنے کے لیے اہم ترین جز ہے، کشمش کو آسانی سے دلیہ، دہی یا کسی بھی میٹھی چیز میں شامل کر کے کھایا جاسکتا ہے بلکہ ویسے کھانا بھی منہ کا ذائقہ ہی بہتر کرتا ہے۔ تاہم ذیابیطس کے شکار افراد کو یہ میوہ زیادہ کھانے سے گریز کرنا چاہئے یا ڈاکٹر کے مشورے سے ہی استعمال کریں۔

بخار سے بھی تحفظ دے: کشمش میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹس وائرل اور بیکٹر یا سے ہونے والے انفیکشن کے نتیجے میں بخار کے عارضے کا علاج بھی فراہم کرتے ہیں۔

معدے کی تیزابیت ختم کریں: کشمش میں پوٹاشیم اور میگنیشم ہوتا ہے جو کہ معدے کی تیزابیت میں کمی لاتے ہیں، معدے میں تیزابیت کی شدت بڑھنے سے جلدی امراض، جوڑوں کے امراض، بالوں کے گرنا، امراض قلب اور کینسر تک کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

آنکھوں کی صحت بہتر کرے : کشمش میں موجود اجزا آنکھوں کو مضر فری ریڈیکلز سے ہونے والے نقصان سے تحفظ دیتے ہیں جبکہ عمر بڑھنے کے ساتھ پٹھوں کی کمزوری، موتیا اور بینائی کی کمزوری سے تحفظ ملتا ہے۔ اس میوے میں موجود بیٹا کیروٹین، وٹامن اے اور کیروٹین بھی بینائی کو بہتر بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

جسمانی توانائی بڑھائے : کاربوہائیڈریٹس اور قدرتی چینی کی بدولت یہ میوہ جسمانی توانائی کے لیے بھی اچھا ذریعہ ہے، کشمش کا استعمال وٹامنز، پروٹین اور دیگر غذائی اجزا کو جسم میں موثر طریقے سے جذب ہونے میں بھی مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باڈی بلڈرز اور ایتھلیٹس کشمش کا استعمال عام کرتے ہیں۔

بے خوابی سے نجات دلائے : اس میوے میں موجود آئرن بے خوابی یا نیند نہ آنے کے عارضے سے نجات دلانے میں مدد دیتا ہے جبکہ نیند کا معیار بھی بہتر ہوتا ہے۔

بلڈ پریشر: آئرن، پوٹاشیم، بی وٹامنز اور اینٹی آکسائیڈنٹس بلڈ پریشر کو معمول پر رکھنے میں مدد دیتے ہیں، خاص طور پر پوٹاشیم خون کی شریانوں کے تنا؟ کو کم کرتا ہے اور بلڈ پریشر کو قدرتی طور پر کم کرتا ہے۔ اسی طرح قدرتی فائبر شریانوں کی اکڑن کو کم کرتا ہے جس سے بھی بلڈ پریشر کی سطح میں کمی آتی ہے۔

ہڈیوں کی صحت: اس میں موجود کیلشیئم ہڈیوں کی صحت کے لیے فائدہ مند ہے جو ہڈیوں کی مضبوطی برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ | **راشد العزیزی ندوی**

رام پور: عدم ثبوت پر سی اے اے کی مخالفت کرنے والے ۱۵ر مظاہرین کو ملی ضمانت

اتر پردیش کے رام پور میں ایک سیشن عدالت نے شہریت ترمیمی قانون (CAA) کے خلاف مزاحمت کرنے والے 15 مظاہرین کو ضمانت دے دی ہے۔ پولس کی طرف سے ان کے خلاف ثبوت فراہم کئے جانے میں ناکام رہنے کے بعد ایسا کیا گیا۔ مظاہرین کو مبینہ طور پر احتجاج کے دوران فسادات کے لئے گرفتار کیا گیا تھا۔ ضلع وسیشن جج الکا شریواستو کی عدالت نے ضمانت کی درخواست قبول کر لی اور ملزمان کو ایک ایک لاکھ روپے بھرنے کی ہدایت دی، جس کے بعد انہیں رہا کیا گیا۔ اس سے پہلے تفتیشی افسر امر سنگھ نے اس معاملے میں عدالت کے سامنے دو الگ الگ درخواست جمع کئے تھے، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ تعزیرات ہند (آئی پی سی) کی دفعہ 302 (قتل) اور 307 (قتل کی کوشش) کے تحت کوئی معاملہ 21 دسمبر کو اینٹی CAA کے لئے گرفتار 34 میں سے 26 کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا ہے، جس میں ایک شخص کی موت ہو گئی تھی۔

دہلی اسمبلی میں مسلم ممبران کی تعداد میں اضافہ

عام آدمی پارٹی (عاپ) کے امیدوار نے دہلی میں اپنی 2015 کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام مسلم اکثریتی نشستوں پر قبضہ کرلیا ہے، عام آدمی پارٹی کے مٹیا محل سے شعیب اقبال، بلیماران سے عمران حسین، اور سلیم پور سے عبدالرحمان نے آسانی سے اپنے نزدیکی حریفوں کو شکست دے دی۔ ادھر اوکھلا سے امانت اللہ خان فتحیاب رہے، جبکہ حاجی یونس نے مصطفیٰ آباد سے کامیابی حاصل کی۔ اوکھلا، سلیم پور اور پرانی دہلی کے علاقوں میں شہریت ترمیمی قانون کے خلاف احتجاج کے دوران تشدد ہوا تھا، اور توقعات کے برعکس مسلم اقلیتوں نے عاپ کے حق میں ووٹ دیا، اسی طرح کے جذبات دوسرے مسلم اکثریتی حلقوں میں بھی نظر آئے۔

غداری کے الزام میں سینئر آئی پی ایس معطل

آندھرا پردیش حکومت نے غداری کے الزام میں ایک سینئر پولس افسر کو معطل کر دیا ہے۔ معطل ہوئے آئی پی ایس پر اسرائیل کی دفاعی تعمیر کمپنی کو انٹلیجنس معلومات مہیا کرا کر قومی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے کا الزام ہے۔ ریاستی حکومت نے ایک حکم جاری کرتے ہوئے پولس ڈائرکٹر جنرل (ڈی جی پی) رینک کے افسر بی وینکٹیشور راؤ کو دفاعی سامان کی خریداری کے عمل میں سنگین بدعنوانی کے لئے معطل کر دیا۔ چیف سکریٹری نیلم ساہنی نے ڈی جی پی گوتم سواگ کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ کی بنیاد پر راؤ کو معطل کرنے کا حکم جاری کیا۔ سرکاری حکم کہتا ہے کہ افسر کو مفاد عامہ میں معطّلی کے تحت رکھا گیا ہے، 1989ء بیچ کے انڈین پولس سروس (آئی پی ایس) افسر کو سرکاری اجازت حاصل کئے بغیر وجے واڑہ نہیں چھوڑنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ حکومت کے دوران ایڈیشنل پولس ڈائرکٹر جنرل (انٹیلیجنس) کے طور پر کام کرتے ہوئے راؤ نے اپنے بیٹے اور اکاسم اڈواسڈ سسٹمز پرائیوٹ لمیٹیڈ کے سی ای او ذی سائی کرشنا کو غیر قانونی طور پر اہم انٹیلیجنس اور نگرانی معاہدہ دینے کے لئے اسرائیلی دفاع سامان ڈیولپر ڈانس افلائیلس پرائیویٹ لمیٹڈ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ یہ ملزم افسر اور ایک غیر ملکی دفاعی تعمیری فرم کے درمیان ایک براہ راست شریک تعلق ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی ضابطہ اخلاق اور آل انڈیا سروس (طرز عمل) اصول 1968ء کے قوانین (3) (اے) کی براہ راست خلاف ورزی دکھاتا ہے۔ یہ محسوس کیا گیا کہ راؤ کے ایکٹ سے ریاست اور قوم کے تئیں قابل اعتماد تحفظ خطرہ پیدا ہو گیا۔ ان پر انٹیلیجنس پروٹوکول اور پولس کی عمل کی غیر ملکی دفاعی مینوفیکچرنگ فرم کے سامنے افشا کرنے کا الزام ہے۔

جامعہ رحمانی مونگیر: تقریر کے ارتجالی مقابلہ کے ساتھ سالانہ مسابقہ شروع

جامعہ رحمانی مونگیر میں انجمن نادیۃ الادب کے تحت سالانہ مسابقہ کا آغاز ہو چکا ہے، پہلے مرحلہ میں تقریر کا ارتجالی مسابقہ ہوا، جس میں ۱۰۶ر طلبہ نے حصہ لیا، یہ مسابقہ چار نشستوں میں ہوا، یہ مسابقہ اپنی نوعیت کا منفرد مسابقہ ہوتا ہے، اس کے تحت شرکاء کو اپنے موضوع پر بغیر کسی تیاری کے بولنا پڑتا ہے، عنوان پرچی پر لکھا ہوا صدر کے سامنے رکھا رہتا ہے، تقریر کرنے سے پہلے طالب علم ایک پرچی اٹھاتا ہے، اور اس پر جو عنوان درج ہوتا ہے، اس پر برجستہ اظہار خیال کرتا ہے۔ جامعہ رحمانی میں یہ مسابقہ کئی سالوں سے ہو رہا ہے، اس مسابقہ سے طلبہ میں برجستہ کسی بھی موضوع پر اظہار خیال کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جامعہ رحمانی کے سرپرست مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی ہدایت پر کئی سال پہلے اس مسابقہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا تھا، جس کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔ اس مسابقہ میں حکم کے فرائض مولانا کبیر الدین رحمانی، مولانا نور الدین ندوی، مولانا نشاط احمد ندوی، مولانا عبد العلیم رحمانی، مفتی جاوید اقبال قاسمی، مولانا انظر حسین قاسمی، قاضی رضی احمد ندوی اور مولانا سیف الرحمان ندوی نے انجام دیئے۔ صدر انجمن مولانا محمد نعیم صاحب رحمانی نے کہا کہ سالانہ مسابقہ کا آغاز ہو چکا ہے، ارتجالی مسابقہ کے بعد اذان اور نعت کا مقابلہ ہوگا، پھر تقریر و تحریر کا مسابقہ ہوگا، اس کے بعد سیرت کوئز، قرآن کوئز اور تاریخ کوئز کا انعقاد ہوگا، انہوں نے کہا کہ اسی طرح تمام مسابقوں میں طلبہ کو جم کر حصہ لینا چاہئے، ابھی کی محنت اور مشق سے آگے کی کامیابی کی راہ کھلے گی، انہوں نے کہا انجمن کے تحت مختلف قسم کے مسابقے آپ کی صلاحیتوں کو سنوارنے ہی کے لیے ہوتے ہیں، اس لیے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔

بقیات

صفحہ اول کا بقیہ...... خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ راستے کبھی بند نہیں ہوتے، ہم راستے دریافت نہیں کر پاتے ہیں، ہمیں ڈائیورسن کا پتہ نہیں چلتا اس لیے ہمارے ذہن میں یہ بات سما جاتی ہے کہ راستے بند ہیں۔ بہت سارے لوگ اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں، یہ اچھی علامت نہیں ہے، آپ کسی سے بھی کم تر نہیں ہیں، بس ضرورت اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے کام سے لگ جانے کی ہے، ضروری نہیں کہ دوسرے جس راستے سے گذر کر کامیاب ہوئے، آپ کے لیے بھی وہی ڈگر کامیابی کی شاہ راہ بن جائے ہری گھاس جانوروں کے لیے غذا کے کام آتی ہے اور اس سے وہ موٹے تازے ہو جاتے ہیں، لیکن اگر یہی گھاس درندے بھی کھانے لگیں تو اس کا حشر آپ سمجھ سکتے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی تقلید میں اپنا وقت نہ برباد کریں، دوسروں کی زندگی کے اسٹائل کو نہ اپنائیں، اقبال نے کہا ہے نہ ''اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے'' زندہ لوگ اپنے پیروں سے چلا کرتے ہیں اور مردے چار بھائی کے کاندھے پر، ہم آپ سب زندہ ہیں، اپنے پیروں کا استعمال کیجئے، ہوا تیز و تند ہو تو بھی چراغ جلاتے رہیے، اقبال نے اسے مردِ درویش کے انداز خسروانہ سے تعبیر کیا ہے، قبل اس کے کہ زندگی اپنے سفر کے اختتام کا اعلان کرے آپ اپنی صلاحیتوں کے بل پر لوگوں کے لیے کچھ کر جایئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے، نفع بخشی اس روئے زمین پر بقا کی علامت ہے، قرآن کریم میں ہے کہ جھاگ کو اللہ ختم کر دیتا ہے اور ان معدنیات کو سمندر کی تہہ میں محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہیں، اپنی صلاحیتوں کے ادراک اور اپنی دنیا آپ پیدا کرتے وقت ان چیزوں کا بھی خیال رکھیں، آپ کی صلاحیت سے آپ کی ذات کو بھی فائدہ پہونچے گا اور مخلوق خدا کو بھی۔ آپ کی صلاحیت ایسے کاموں میں لگ جائے گی جس کے تابندہ نقوش آپ کے سفر آخرت پر جانے کے بعد بھی لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام کریں گے۔

بقیہ اداریہ...... لیکن تمام معاملات و مقدمات کو ثالثی کے مرحلے سے پہلے گذارنا یہ عملی نہیں ہے، اس لیے تمام مقدمات کو اس کا پابند نہیں کرنا چاہیے کہ وہ عدالت سے پہلے کسی ثالث یا لوک آیکت کے پاس سے گذرے، یہ جج صاحبان کی صوابدید پر ہونا چاہیے کہ وہ اپنی قوت تمیزی کا سہارا لے کر کسی مقدمہ کو ثالث یا لوک آیکت کے پاس بھیج دے، عدالتوں میں یہ روایت قدیم رہی ہے کہ اوپری عدالت مقدمات کو نچلی عدالت میں سماعت کے لیے بھیجتی رہتی ہے، ثالثی کے لیے دار القضاء کا تجربہ انتہائی کامیاب ہے اور یہ اچھی بات ہے کہ حکومت دار القضاء کی بعض فرقہ پرستوں کی طرف سے مخالفت کے باوجود اسے متبادل عدالت نہیں سمجھتی، ورنہ ہندوستان میں اس کی گنجائش نہیں تھی، کیوں کہ یہاں متبادل عدالتیں قانوناً نہیں چلائی جا سکتیں۔

بقیہ پروفیسر ڈاکٹر عبد الغفور صاحب......... عبد القیوم انصاری، ڈاکٹر ممتاز احمد خان، انوار الحسن وسطوی، اسلم جاوداں، امتیاز کریمی، اشرف فرید، مولانا انیس الرحمان قاسمی، ڈاکٹر ریحان غنی، شاہد محمود پوری وغیرہ جمع ہو گیے تھے، انہیں میں پروفیسر عبد الغفور صاحب بھی تھے، اسی کانفرنس میں مرحوم نے میری کتاب ''نامے مرے نام'' کا اجرا بھی کیا تھا، اس موقع کی یادگار تصویروں کو دیکھ کر ان کی بہت یاد آتی ہے، اللہ رب العزت انہیں ان کی خدمات کا بہتر بدلہ عطا فرمائے، گناہوں کو بخش دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

بقیہ کتابوں کی دنیا......... طرزی صاحب بڑے آدمی ہیں، فکر و فن کے اعتبار سے بھی اور اچھے انسان کی حیثیت سے بھی، ان کی باشرع اور پاکیزہ زندگی بھی ملنے والوں کو متاثر کرتی ہے، وہ عزیزوں کی دلداری میں لگے رہتے ہیں، سب کے کام کرتے ہیں، اور شاگردوں کی فوج تیار کرتے جا رہے ہیں، ان کا ذہن اشعار کہنے میں کمپیوٹر سے زیادہ چلتا ہے سینکڑوں اشعار روزانہ کہہ ڈالتے ہیں، میرا اندازہ ہے کہ ان کے کل اشعار کی تعداد کئی لاکھ سے متجاوز ہو گئی ہوگی، ان کے دل کا کیف و سرور ان کے ہونٹوں کو تبسم ریز کیے رہتا ہے، پان کی لالی کے ساتھ ہونٹوں پر تبسم چھوٹوں کو بھی ان سے قریب کرتا ہے، اور وہ سب کو گلے لگاتے ہیں، ان سب میں سے ایک میں بھی ہوں، ایسی بافیض شخصیت کے لیے صحت و عافیت کے ساتھ درازی عمر کی دعا نہ مانگنا اپنے لیے حرماں نصیبی کی بات ہے۔

تو سلامت رہے ہزار برس اور ہر برس کے ہوں دن ہزار

کتاب ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے چھپی ہے، سات سو روپے دے کر مصنف کے پتہ محلّہ فیض اللہ خان ڈاک خانہ لال باغ دربھنگہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

بقیہ دھلی نے ملک کو نئی راہ دکھائی...... کیوں کہ گذشتہ دو دہائی سے سنگھ پریوار کی تمام تر کوششوں کے باوجود بھارتیہ جنتا پارٹی کا ووٹ فیصد چالیس فی صد کے قریب ہی رہا ہے۔ دہلی میں بھی اس کا فیصد اس سے آگے نہیں بڑھ سکا ہے۔ اب جب کہ دہلی کا پورا نتیجہ آچکا ہے اور عام آدمی پارٹی کے حصے میں 62 سیٹیں جا چکی ہیں اور بھاجپا کو آٹھ سیٹیں ملی ہے تو یہ طے ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک کا مزاج نفرت انگیز سیاست کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہے لیکن اس کے لئے حزبِ اختلاف کی پارٹیوں کو ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا ہوگا کہ ملک میں لمحہ بہ لمحہ مذہبی منافرت کی فضا تیار کرنے کے لئے شطرنجی چالیں چلی جا رہی ہیں۔ اس لئے دہلی انتخاب کا نتیجہ ایک طرف ملک کی تکثیری شناخت کو استحکام بخشنے والا ہے تو دوسری طرف ملک کے تمام جمہوریت پسند عوام کو صف بند ہونے کا پیغام بھی دے رہا ہے کہ اسی میں ملک کی سالمیت کا راز پوشیدہ ہے۔ یہاں اس حقیقت کا بیان بھی ضروری ہے کہ جھارکھنڈ میں ہمارے وزیر اعظم نے ایک خاص فرقہ کو کپڑے سے پہچاننے کی بات کہی تھی لیکن دہلی میں تو اعلانیہ طور پر شاہین باغ کا حوالہ دے کر ہمارے وزیرِ داخلہ نے یہ واضح کر دیا کہ وہ اس ملک کے اقلیت کے تئیں کون سا نظریہ رکھتے ہیں۔ مگر ملک کے امن پسند عوام کی فکر و نظر کو سلام کہ انہوں نے ملک کی گنگا جمنی تہذیب کے شیرازے کو بکھرنے نہیں دیا ہے۔

بقیہ تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ بھی ضروری...... اخیر میں اس نے تنگ آ کر اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم لوگوں نے میرے پاس شیطان کو بھیج دیا ہے، ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کے حوالہ کر دو، نیز حضرت ہاجرہؑ کا حضرت ابراہیم سے نکاح کر دیا (مسند احمد عن ابی هريرة، حدیث نمبر: ۱۴۲۹) یہ حدیث بتاتی ہے کہ ظالموں کے تسلط کو روکنے اور ان سے مقابلہ کرنے کے لئے دعاء ایک طاقتور ہتھیار ہے؛ اس لئے موجودہ حالات میں ہمیں ضرور اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔ دعاء ہی کی ایک صورت استغفار ہے، یہ بھی مصیبتوں سے نجات پانے کا ایک غیبی نسخہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو استغفار کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے مصیبت سے باہر نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں، ہر فکر سے نجات عطا فرماتے ہیں، اور ایسے طریقہ پر رزق عطا کرتے ہیں، جس کا آدمی کو گمان بھی نہ ہو: **من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا، ومن كل همّ فرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب** (سنن ابوداؤد، عن ابن عباس، حدیث نمبر: ۸۱۵۱) اس لئے استغفار کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ آزمائش کے ایسے حالات کے لئے ایک خاص ذکر بھی مروی ہے، اور وہ ہے: **حسبنا الله ونعم الوكيل**، حدیث میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے یہی پڑھا اور جب مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ دشمن طاقتیں تمہارے خلاف کھڑی ہیں، تم ان سے ڈر کر رہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پڑھا (بخاری عن ابن عباسؓ کتاب التفسیر، حدیث نمبر: ۴۵۶۳) قرآن مجید میں صحابہؓ کا عمومی طرز عمل بھی یہی بیان فرمایا گیا ہے کہ جب لوگ انہیں مسلمان کے خلاف مخالفین کے اکٹھا ہونے سے ڈراتے تو وہ کہتے: **حسبنا الله ونعم الوكيل** اسی طرح درود شریف کی کثرت کرنی چاہئے؛ کیوں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے تو اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں: **من صلى عليه واحدة صلى الله عليه عشرا** (مسلم، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد، حدیث نمبر: ۴۰۸) رحمتوں کے نازل ہونے میں مصیبتوں کا دور ہونا بھی شامل ہے۔ اس لئے دعاء کے ساتھ ساتھ استغفار، **حسبنا الله ونعم الوكيل** اور درود شریف کی کثرت کی جائے اور تمام لوگ روزانہ کم سے کم دو رکعت نماز حاجت کا بھی اہتمام کریں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ وا ہو اور شریروں کی شرارت سے تمام برادران اسلام اور برادران وطن کو نجات حاصل ہو۔ ظالموں کے تسلط سے نجات کے لئے شریعت میں ایک خصوصی دعاء نماز کے ساتھ رکھی گئی ہے، جس کو "قنوت نازلہ" کہا جاتا ہے، ایسے مواقع پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کا اہتمام فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابۂ کرام نے بھی مشکل مواقع پر یہ نماز ادا کی ہے، اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے، حدیث و فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، اس دعاء کا بھی فجر کی نماز میں اہتمام کرنا چاہئے۔ حاصل یہ ہے کہ ہمیں اِن حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے، اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، ایک طرف اسباب کے درجہ میں سیاسی اور احتجاجی کوششیں جاری رہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے نظامِ غیب پر یقین کے ساتھ پوری توجہ دی جائے، اور دعاء و التجاء کا عمل بھی جاری رہے، تو جب انسانی کوشش اور تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ کا عمل جمع ہو جائے تو ان شاء اللہ ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ نماز و دعاء و تسبیح و ذکر اور رجوع الی اللہ یہ سب عبادتیں رحمت خداوندی کو متوجہ کرتی ہیں، یقین ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر طرح کی مصیبت سے نجات عطا فرمائیں گے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۴/۱۰۵/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ متدائرہ دار القضاء کوڈرما)

شہانہ پروین بنت انور حسین مقام مریاواں ڈاکخانہ جھمری تلیا ضلع کوڈرما۔ فریق اول

بنام

محمد منہاج عالم ولد ناصر الدین ملکو کوڈاکخانہ برسوت ضلع ہزاری باغ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول شہانہ پروین بنت انور حسین نے آپ فریق دوم محمد منہاج عالم ولد ناصر الدین کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کوڈرما میں عرصہ پانچ مہینہ سے غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹؍مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴/۳۰۴/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

سونیا خاتون بنت عبد السبحان مقام تاجکھنڈ ڈاکخانہ جلکی ضلع کٹیہار۔ فریق اول

بنام

محمد شاہ جہاں ولد محمد عالم مقام سوناپور ڈاکخانہ پورلہ ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار میں غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۲۰۲۰ بروز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دہلی انتخاب نے سیاہ قانون کو رد کر دیا، حکومت ملک کا مزاج سمجھے: محمد شبلی قاسمی

دہلی میں عام آدمی پارٹی کی جیت جمہوریت، آئین اور ہندوستان کی جیت ہے: امارت شرعیہ

دہلی اسمبلی الیکشن میں عام آدمی پارٹی کی زبردست جیت پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے عام آدمی پارٹی اور دہلی کے عوام کے ساتھ پورے ملک کی عوام کو مبارک باد دیتے ہوئے اس جیت کو جمہوریت، آئین اور ہندوستان کی جیت قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ دہلی الیکشن نے ثابت کر دیا کہ ملک کی عوام نفرت اور تقسیم کی سیاست کو ناپسند کرتی ہے اور ملک میں امن وامان، محبت، بھائی چارہ، ترقی، روزگار اور ایکتا دیکھنا چاہتی ہے۔دہلی کے لوگ نفرت کی سیاست کو چھوڑ کر ترقی کی سیاست کو منتخب کرنے پر بہت ہی مبارک باد کے قابل ہیں۔عام آدمی پارٹی کی اس جیت نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ بی جے پی کا مذہب کے نام پر ملک کو بانٹنے کا فارمولا فیل ہو چکا ہے، ملک کے عام لوگوں نے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی لاگو کر کے ملک کو ہندو مسلم میں بانٹنے کے ایجنڈے کو پوری طرح سے نکار دیا۔سی اے اے لانے کے بعد آپ جھارکھنڈ میں ہار گئے اور اب دہلی بھی ہار گئے، اس سے قبل مہاراشٹر بھی ہار چکے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے ملک کی عام عوام نے آپ کے ان دونوں قانون کو رد کر دیا ہے، اس لیے آپ کو ملک کے مزاج کو سمجھنا چاہئے اور نفرت کی سیاست کو چھوڑ کر ملک کے بنیادی مسائل پر توجہ دینی چاہئے۔آج ملک کی عوام کہنا چاہتی ہے کہ ہمیں سی اے اے نہیں روزگار چاہئے، این پی آر نہیں تعلیم چاہئے، این آر سی نہیں صحت چاہئے، نفرت نہیں پیار چاہئے، ملک کی تقسیم نہیں بھائی چارہ اور اتحاد چاہئے۔ہم امید کرتے ہیں کہ بی جے پی نوشتۂ دیوار کو سمجھے گی اور اس سے پہلے کہ دوسری ریاستوں میں بھی ایسا ہی حشر ہو وہ ان نفرت انگیز اور غیر آئینی قوانین کو واپس لے گی۔

ظلم کو روکنے کے لئے انصاف پسند طبقہ آگے آئے: مفتی محمد سہراب ندوی

ظلم کرنا اگر گناہ ہے تو ظلم کو دیکھ کر خاموش رہنا بھی گناہ ہے، اس وقت مرکزی حکومت کی طرف سے ظالمانہ قانون سازی کا جو سلسلہ جاری ہے، اور جس کے خلاف پورے ملک میں احتجاج اور دھرنے ہو رہے ہیں، پورے ملک میں کہرام سا مچا ہوا ہے، ایسے حالات میں ملک سے محبت کرنے والے انصاف پسند طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ موجودہ سیاسی ظلم کو روکنے کے لئے مضبوطی کے ساتھ آگے آئے اور ملک کے آئین ودستور اور جمہوریت کو بچانے کی لڑائی میں خود کو شریک رکھے۔ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب مورخہ ۱۳؍فروری کو مدرسہ قاسمیہ آسیانی ضلع پورنیہ کے احاطہ میں منعقد ایک بڑے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے اس موقع پر سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسے ظالمانہ قوانین کا تفصیل سے چرچا کیا۔اور ۱۵؍فروری کو تمام ضلع ہیڈ کواٹر میں ہونے والے دھرنے کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔اور موجودہ وقت میں احتجاج اور دھرنے کے ساتھ گناہوں کو ترک کرنے، اللہ سے رشتہ مضبوط بنانے اور دعاؤں کا اہتمام کرنے کی تلقین کی۔جناب قاضی ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت پورنیہ نے امارت شرعیہ کی خدمات اور حضرت امیر شریعت کی ہمہ جہت ملی کاوشوں کا تعارف کرایا۔جناب مفتی احتکام الحق قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے خواتین کی بیداری کی اہمیت اور موجودہ حالات میں ان کے حوصلہ مندانہ کردار کی عظمت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ خواتین صرف اندرون خانہ نہیں وہ اپنے حوصلہ سے خارجی حالات کو بھی بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔جناب مولانا مزمل حسین قاسمی صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب نے افتتاحی گفتگو کی۔

ملک کے موجودہ حالات میں پسماندہ، دلت اور مسلم اتحاد کی سخت ضرورت: مولانا محمد شبلی القاسمی

بام سیف کی طرف سے منعقد جائزہ میٹنگ میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کا پر مغز خطاب

ملک میں جو حالات چل رہے ہیں اور جس طریقہ سے نفرت کی فضا پورے ملک میں بنائی جا رہی ہے، ملک کے لوگوں کو مذہب اور ذات کی بنیاد پر بانٹ کر منووادی نظریہ کو نافذ کرنے کی منظّم کوشش کی جا رہی ہے، آئین اور دستور پر حملہ کیا جا رہا ہے اور ملک کو فاشزم کی طرف لے جانے کی سازش ہو رہی ہے، ایسی حالت میں ماضی کے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ دلت، مسلم، او بی سی، ایس سی ایس ٹی اور دیگر پسماندہ طبقات کا ایک مضبوط اتحاد قائم کیا جائے اور سب مل کر ملک کو بانٹنے اور بابا صاحب کے لکھے ہوئے سنویدھان کو ختم کرنے کی منووادی سوچ کو شکست دی جائے۔ان خیالات کا اظہار قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے بام سیف کی جانب سے سوتنتر تا سینانی داروغہ رائے پتھ پٹنہ میں منعقد جائزہ میٹنگ میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ آپ حضرات بہار کے کونے کونے اور ہر ضلع سے تشریف لائے ہیں، آپ سماج کو اور ملک کی نازک صورتحال کو خوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ ملک کا ایک خاص طبقہ کس طرح مسلمانوں کو اور آپ کو آپس میں الجھا کر ملک پر حکومت کر رہا ہے، آپ غور کریں کہ آپ کی اور ہماری تعداد کے مقابلہ میں ان لوگوں کی کتنی مٹھی بھر تعداد ہے، ابھی این آر سی، این پی آر اور سی اے اے کا کالا قانون ملک پر نافذ کیا جا رہا ہے، اس قانون کا نقصان سب سے زیادہ ہمارے دلت اور پسماندہ بھائیوں کو ہوگا، این آر سی صرف مسلمانوں پر نہیں بلکہ ملک کے تمام باشندوں کے لیے ہوگا، ہم اپنے اپنے گاؤں اور علاقے میں واپس جا کر لوگوں کو بتائیں کہ اس کا نقصان مسلمانوں کی طرح ہمیں بھی ہوگا۔ہم مل جل کر اس قانون کو واپس لینے کے لیے تحریک چلائیں۔ہم سب کے مخدوم مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، حضرت مولانا محمد سجاد نعمانی صاحب اور شری وامن مشرام جیسے دور اندیش قائدین نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم لوگ اس اتحاد کو ہر قربانی دے کر مضبوط اور دیر پا بنائیں گے۔میٹنگ کی صدارت کر رہے بی ایل ماتنگ نے اپنے خطاب میں کہا کہ مظلوموں کا ساتھ دینا اسلام کی تعلیم اور ہدایت ہے، میں چاہتا ہوں کہ امارت شرعیہ ملک کے تمام مظلوموں کو متحد کرنے اور ظلم سے نجات دلانے میں بام سیف کا پورا تعاون کرے اور ضرورت ہے کہ ہمارے ساتھ ہو کر ریاست اور ملک کے دوسرے حصوں کا دورہ کرے اور پسماندہ ومظلوم طبقات کے ساتھ مسلمانوں کا اتحاد قائم کرنے میں اہم رول ادا کرے، انہوں نے کہا کہ اس اہم کام کے لیے ہم نے کئی اہم پروگرام بنا رکھا ہے، ہم مسلمانوں کے تعاون سے اس پروگرام کو زمین پر اتاریں گے اور اپنے بھائیوں کو سمجھائیں گے کہ مسلمان ہی ہمارے بھائی ہیں، نوے سال سے ہم کو مسلمانوں سے لڑانے کیلیے زبردستی ہندو بنایا جا رہا ہے، اب ہم لوگ فرقہ پرستوں کو ان کے ارادے میں ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ واضح ہو کہ ملک کی مشہور دلت تنظیم بہوجن کرانتی مورچہ (بام سیف) کی جانب سے سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف ۲۹؍جنوری کو ہونے والے بھارت بند کے جائزہ اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل ترتیب دینے کے لیے ایک جائزہ میٹنگ سوتنتر تا سینانی داروغہ رائے پتھ پٹنہ میں بام سیف کے نیشنل کوآرڈینیٹر شری بی ایل ماتنگ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں ریاستی صدر رام لگن مانجھی کے علاوہ ہر ضلع کے ذمہ داران اور فعال کارکنان سیکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی احب نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی۔اس میٹنگ میں ۲۹؍جنوری کو ہونے والے بھارت بند کا جائزہ لیا گیا اور بام سیف کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے اعتراف کیا گیا کہ اس بند کو کامیاب بنانے میں امارت شرعیہ سمیت مختلف سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کا بہت ہی اہم رول رہا۔سبھی ضلعوں سے حاصل رپورٹ کا خلاصہ یہ تھا کہ اس بند کے لیے بارہ ہزار پوائنٹ بنائے گئے تھے، جس میں بڑی تعداد میں مسلم سماج کے لوگ، دلت، مہادلت، ایس سی، ایس ٹی، او بی سی اور دیگر پسماندہ طبقات کے لوگوں نے حصہ لیا، خاص طور سے مسلم سماج کے لوگوں کی بڑی حصہ داری رہی، امارت شرعیہ نے اس بند میں بہت ہی سرگرم رول ادا کیا اور امارت شرعیہ کی اپیل پر بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں کثیر تعداد میں لوگ سڑکوں پر اترے۔اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جلد ہی سبھی طبقوں کے اشتراک سے ایک بار پھر بڑے پیمانے پر سیاہ قانون کے خلاف پورے بھارت کو بند کیا جائے گا اور اس بند کو کامیاب کرنے کے لیے اس بار پورے ملک میں ایک لاکھ پوائنٹ بنائے جائیں گے جہاں لوگ سڑکوں پر اتریں گے اور چکا جام کریں گے۔اس کے علاوہ ہر ضلع ہیڈ کوارٹر میں مختلف طبقوں کے لوگوں کو ساتھ لے کر ریلی کی جائے گی پھر ایک تاریخ متعین کر کے گاندھی میدان میں بڑا اجلاس بلایا جائے گا۔امارت شرعیہ سے س میٹنگ میں مولنا نصیر الدین مظاہری بھی شریک ہوئے۔

سی اے اے شہریت پر حملہ آور قانون: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سی اے اے کے بارے میں عام طور سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ سٹیزن شپ امنڈمنٹ ایکٹ ہے، حالانکہ اس قانون کے تجزیہ اور مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ سٹیزن شپ پر اٹیک یعنی حملہ آور قانون ہے۔اس قانون کے نفاذ سے حکومت کا ارادہ اقلیتوں، دلتوں، ایس سی ایس ٹی، او بی سی اور بنجاروں کی شہریت کو مشکوک قرار دے کر انہیں ڈیٹنشن کیمپوں میں ڈالنے کا منصوبہ ہے، جس کی تیاری مختلف ریاستوں میں چل رہی ہے، آسام میں جو ڈیٹینشن کیمپ میں کام کر رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں رہنے والوں کی زندگی بڑی کرب ناک اور دردناک ہے، وہ حکومت کے رحم وکرم پر ہیں اور ان کے انسانی حقوق کی بھی مسلسل اندیکھی کی جا رہی ہے۔ان کی روح کا رشتہ ان کے جسم سے قائم ضرور ہے لیکن ان کی حیثیت چلتے پھرتے لاشوں کی ہو گئی ہے۔اگر پورے ملک میں این آر سی کر کے جن کے پاس شہریت سے متعلق کاغذات نہیں ہوں، ان سب کو ڈیٹنشن کیمپوں میں ڈالا جائے گا، جہاں وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دیر یا سویر مر جائیں گے، سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف ہماری یہ لڑائی ہندستان کے تمام ایسے مظلوم شہریوں کے لئے ہے، جن کو یہ سیاہ قانون غیر ملکی قرار دے کر ان کی شہریت کو ختم کرنے کیے لئے منصوبہ بند انداز میں لایا گیا ہے، دہلی کی عوام جہاں شاہین باغ میں اس قانون کے خلاف جدوجہد کی علامت ہے، اسی طرح وہاں کی عوام نے کمل پر جھاڑو پھیر کر پورے ملک کو یہ پیغام دیا ہے کہ اب ملک میں ہندستانی شہریوں کو بانٹ کر نفرت کی سیاست نہیں چلے گی۔بدعنوانی، بدزبانی، بیکاری اور بے روزگاری جیسے مدوں کے مقابلے بے روزگاری پر جو جواب نہیں دیں گے، ان کی صفائی جھاڑو لگا کر کر دی جائے گی۔ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم وناظم وفاق المداس اسلامیہ اور ہفت روزہ نقیب کے مدیر محترم جناب مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی نے کیا۔آپ نے قائد وفد کی حیثیت سے نوادہ، پکری، برانواں، آڑھا، جموئی اور بہار شریف میں سی اے اے کے خلاف مختلف کیمپوں میں خطاب فرمایا، موصوف نے وزیر داخلہ کے اس بیان کی مذمت کی کہ وہ اس کالے قانون سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم احتجاجی مظاہرہ کرنے والے بھی اپنے موقف سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لڑائی مختصر نہیں لمبی چلے گی۔امارت شرعیہ حضرت امیر شریعت کی ہدایت ورہنمائی میں گذشتہ آٹھ مہینوں سے سی اے اے اور این آر سی کے خلاف رائے عامہ بیدار کرتی رہی ہے، لاکھوں کی تعداد میں پوسٹر اور پم فلٹ تقسیم کر کے کالے قانون کے مفاسد اور شہریوں کے مفاد پر اس کے مضر اثرات سے لوگوں کو واقف کرایا گیا ہے۔پورے ملک میں ہو رہے احتجاج اور دھرنے کو امارت شرعیہ کی حمایت حاصل ہے، امارت شرعیہ کے ذمہ دران وکارکنان پورے ملک میں گھوم گھوم کر مظاہروں میں خود بھی شرکت کر رہے ہیں اور لوگوں کے حوصلوں کو بلند بھی کر رہے ہیں اور ان کے خطابات بھی ہو رہے ہیں۔یہ تمام جدوجہد اس کالے قانون کے خلاف لمبی لڑائی لڑنے کا مضبوط حصہ ہے۔مفتی صاحب نے فرمایا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ملک کے سکولر ذہن رکھنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ قانون آپ کی شہریت کو بھی خطرے میں ڈالنے والا ہے۔اس وفد میں شامل رکن شوریٰ امارت شرعیہ قاری شعیب احمد ناظم مدرسہ عظمتیہ نوادہ نے کہا کہ ہم سب امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔ہم شکر گذار ہیں کہ اس نازک موقع پر بھی حضرت نے امت کی رہنمائی کے لئے امارت شرعیہ کے ذمہ دران کو وفد کی شکل میں پورے بہار کا دورہ کرنے کا حکم دیا۔اللہ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

Volume:60/70,Issue:07 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائیگا
(جگر مرادآبادی)

سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کی حقیقت اور ان کے نقصانات

سی اے اے (CAA) کیا ہے او ر اس کے کیا نقصانات ہیں ؟

سی اے اے یعنی شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے ہندو، سکھ، بودھ، جین، عیسائی اور پارسی لوگوں کو بغیر کسی دستاویز کے شہریت دینے کے لیے لایا گیا ہے، اس قانون کے تحت ان چھ مذاہب کے لوگوں کو جو ان تین ملکوں سے آئے ہیں کسی بھی صورت میں غیر قانونی تارک وطن نہیں سمجھا جائے گا ،خواہ ان کے پاس کوئی ثبوت ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ قانونی طور پر ملک میں آئے ہوں یا غیر قانونی طریقہ سے۔ اس ضابطے سے مسلمانو ں ، یہودیوں اور لا مذہبوں کو الگ رکھا گیا ہے جو سراسر مذہب کے نام پر تفریق ہے اور ہندوستانی دستور کے بنیادی اصولوں اور دفعات کے خلاف ہے، آئین ہند کی دفعہ 14 اور 15 میں بھارت کے سبھی شہریوں کو یکساں حقوق دیے گئے ہیں، اور اس میں مذہب کی بنیاد پر کسی بھی تفریق کو درست قرار نہیں دیا گیا ہے، یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں، بلکہ ہندوستان کے دستور کے تحفظ سے بھی جڑا ہوا ہے، اس لیے آئین پر یقین رکھنے والے ہر شہری کو اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔ سرکار اس قانون کو درست قرار دینے کے لیے دلیل دیتی ہے کہ ان ممالک میں ان چھ مذاہب کے لوگوں کا استحصال ہوا ہے اس لیے انہیں شہریت دی جارہی ہے، اگر یہ بات صحیح ہے اور ظلم وستم اور استحصال ہی بنیاد ہے تو صرف افغانستان ، بنگلہ دیش اور پاکستان ہی بھارت کے پڑوسی ممالک نہیں ہیں، بلکہ نیپال ، چین ، میانمار، سری لنکا اور تبت وغیرہ بھی بھارت کے پڑوسی ممالک ہیں جہاں سے مذہبی بنیاد پر استحصال کے شکار لوگوں نے ترک وطن کیا ہے، سری لنکا میں ہزاروں تمل استحصال کے شکار ہوئے، میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر ظلم کا شکار بنایا گیا، تبت میں دلائی لامہ اور ان کے عقیدت مندوں پر ظلم کیا گیا جس کی وجہ سے ان کو ترک وطن کرکے ہندوستان میں پناہ لینی پڑی، نیپال سے سیکڑوں گورکھا لوگوں کو پریشان ہو کر ترک وطن کرنا پڑا، خود پاکستان میں مہاجرین مسلمانوں کے ساتھ استحصال کے معاملے سامنے آتے رہتے ہیں، ان سب کا ذکر نہ کرنا یہ بتلاتا ہے کہ یہ قانون بڑے پیمانے پر خامیوں اور مذہبی تعصب سے بھرا ہوا ہے اور آئین کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔

سی اے اے (CAA) اور این آر سی (NRC) کا تعلق

این آر سی کا مطلب ہے نیشنل رجسٹر آف سٹیزنس ، اس میں تمام شہریوں کا نام رجسٹرڈ کیا جاتا ہے، ابھی صرف آسام میں این آر سی ہوا ہے، جب کہ وزیر داخلہ پورے ملک میں این آر سی کا اعلان کر چکے ہیں، اور صدر جمہوریہ اپنے خطاب میں بھی اس کا ذکر کر کے اس کو تاریخی قدم قرار دے چکے ہیں، حالانکہ اس کے خلاف ملک گیر احتجاج کو دیکھتے ہوئے سرکار نے این آر سی کے تعلق سے قدم پیچھے ہٹائے ہیں، لیکن سرکار کی پوشیدہ منشاء این آر سی لاگو کرنے کی ختم نہیں ہوئی ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے بار بار یہ کہا جارہا ہے کہ سی اے اے شہریت دینے والا قانون ہے ، شہریت چھیننے والا نہیں ہے ، یہ سراسر دھوکا ہے ، کیوں کہ شہریت دینے کا قانون تو پہلے سے ہی موجود ہے، البتہ سی اے اے کو این آر سی سے جوڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہے اور وزیر داخلہ بھی حکومت کی اس پالیسی کو کئی بار مضبوطی کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں، کہ سی اے اے کے بعد وہ این آر سی لائیں گے اور سبھی گھس پیٹھیوں کو ملک سے نکالیں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کاغذ کے ذریعہ اپنی شہریت ثابت نہیں کر سکیں گے ان کو سرکار کے ذریعہ پریشان کیا جائے گا ، اس میں صرف مسلمان ہی نہیں پھنسیں گے بلکہ سبھی کمزور، دلت، آدیواسی، پچھڑے، ان پڑھ، غریب، کسان، مزدور، شیڈول کاسٹ وشیڈول ٹرائب، خانہ بدوش، بے گھر لوگ ، سڑکوں کے کنارے اور فٹ پاتھوں، ریلوے پلیٹ فارموں پر گزارہ کرنے والے، آشرموں میں رہنے والی خواتین، یتیم و بے سہارا اور کم پڑھے لکھے لوگ، سیلاب زدہ علاقے، آتش زدگی سے متاثرین، دیہاتوں کے ایسے لوگ جن کے پاس اپنی زمین نہیں اور جو لوگ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں وہ بھی اس قانون کی زد میں آئیں گے۔ وہ لوگ جو روزانہ کماتے کھاتے ہیں ، اور جن کے لیے باپ دادا کے کاغذات اکٹھا کرنا ناممکن ہے، ایسے لوگوں سے ان کی شہریت چھین کر ان کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا، ان کے ووٹ کے حق کو ختم کرنا اور ان سے ریزرویشن کا حق چھین لینا، ملک کے اصلی باشندوں (مول نواسیوں) کی ایک بڑی آبادی کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر کے ان کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کر کے ان کو ڈیٹنشن کیمپوں میں بھیج کر انہیں دو نمبر کا شہری بنا دینا اور اس ملک میں منوسمرتی کا راج قائم کرنا اس حکومت کا ایجنڈا ہے۔ جس کا واضح ثبوت آسام این آر سی ہے، جہاں ۱۹/ لاکھ لوگوں میں سے ۱۴/ لاکھ سے زیادہ غیر مسلم این آر سی رجسٹر سے باہر ہیں۔ اب اگر سرکار ان کو بھارت کی شہریت دے بھی دیتی ہے تو پہلے وہ رفیوجی اور غیر ہندوستانی قرار دیے جائیں گے، پھر سی اے اے کا اگر ان کو فائدہ دیا جائے گا تو بنگلہ دیشی ، پاکستانی اور افغانی ثابت کر کے، بھلا ملک کے اتنے لوگوں کو جو یہاں کے اصل باشندے ہیں ان کو غیر ملکی بتانا کون سماج قبول کرے گا ؟ یہ تو ان کو دوسرے نمبر کا شہری بنانا اور ان سے بہت سے حقوق چھین لینا ہو گا اور اس کے ذریعہ ان کی املاک پر قبضہ کرنا مقصد ہے۔ اس لیے ہم سبھی لوگ اس قانون کو پوری طرح رد کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم کسی بھی حال میں سی اے اے اور این آر سی کو قبول نہیں کریں گے اور یہ عزم کرتے ہیں کہ کسی بھی قیمت پر کاغذ نہیں دکھائیں گے۔

این پی آر (NPR) کیا ہے اور اس کا این آر سی (NRC) سے کیا تعلق ہے ؟

این پی آر کا مطلب ہے نیشنل پاپولیشن رجسٹر، جس کا ذکر 2003 کے شہریت ترمیمی ایکٹ میں کیا گیا ہے اور جس کا طریقۂ کار 2003 کے سٹیزن شپ رولز میں درج ہے، یہ بھی این آر سی کی ہی ابتدائی شکل ہے۔ مرکزی حکومت نے اپریل سے این پی آر پر کام کرنے کا اعلان کیا ہے، حکومت کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے کہ این پی آر اور این آر سی الگ الگ ہے، لیکن یہ حکومت کا دھوکہ ہے، وہ این پی آر میں جمع کی گئی معلومات کو این آر سی کی بنیاد بنائے گی ، این پی آر میں معلومات چھپائے یا غلط بتانے پر جرمانہ بھی لگے گا۔ اس طرح این آر سی لاگو کیا جائے گا اور غریبوں، کم پڑھے لکھے یا نہ پڑھے لکھے لوگوں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں، ایس سی، ایس ٹی لوگوں کو پریشان کرے اور ان کے حقوق ختم کرنے کا راستہ کھولا جائے گا۔ اس لیے این پی آر بھی ملک کے لیے صحیح نہیں ہے ۔ وزارت داخلہ کی 2018-19 کی سالانہ رپورٹ میں بھی صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ این پی آر، این آر سی کا پہلا قدم ہے:

"The National Population Register (NPR) is the first step towards the creation of the National Register of Indian Citizens (NRIC) under the provisions of the aforementioned Statute."(Annual Report Ministry of Home Affairs 2018-2019; Page No.267)

اس لیے ہم این پی آر کی بھی سخت مخالفت کرتے ہیں، اگرچہ اب این پی آر میں کسی قسم کے کاغذ کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے، لیکن اس میں ایسے سوالات شامل کیے گئے ہیں کہ ان کے جواب سے لوکل رجسٹرار (جو این پی آر کرنے آئے گا اور پرائمری اسکول کا ٹیچر ہوگا) مطمئن نہیں ہوگا تو وہی ہندوستانی شہری کو مشتبہ شہری لکھ سکتا ہے، پھر مشتبہ لوگوں کی الگ فہرست بنائی جائے گی اور ان کا ویریفکیشن کیا جائیگا، اس مرحلہ میں ان سے کاغذات کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ویری فکیشن کے مرحلہ میں ناکام ہونے پر ٹربیونل میں جانا ہوگا اور ملک میں کورٹ و ٹربیونل کا جو حال ہے، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ برسوں ٹربیونل کے چکر لگانے ہوں گے اور اس مدت میں ایسے لوگوں کو بہت سی بنیادی سہولیات سے محروم رکھا جا سکتا ہے، جیسے ووٹ دینے کا حق ، الیکشن لڑنے کا حق ، بچوں کے اسکول میں پڑھنے کا حق ، جائداد رکھنے کا حق وغیرہ۔ پھر آخری مرحلہ ڈیٹنشن سینٹر کا ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کی منشا ہے کہ پہلے این پی آر کے ذریعہ اپنے ناپسندیدہ لوگوں کو مشتبہ ووٹر قرار دے پھر ویری فکیشن کے نام پر ان کا این آر سی کرے اور کاغذات کے ذریعہ شہریت ثابت نہ ہونے پر ان کو پریشان کرے۔

اوپر بیان کی گئی باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ تینوں قانون یعنی سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور اس کا نقصان سماج کے بیشتر لوگوں کو ہونے والا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ قانون باقی رہا تو ملک کے لوگوں کو اور ملک کو بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ ملک کی اکثریت کو دوسرے درجہ کا شہری بنانے کا ناپاک منصوبہ ہے، اس لئے سماج کے تمام لوگوں ہر طبقہ اور ہر دھرم کے لوگوں کو اس کے خلاف کھڑا ہونا چاہئے۔ اور اس وقت تک تحریک جاری رکھنی چاہئے جب تک یہ قانون واپس نہ ہو جائے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)